WWW.PAKSOCIETY.COM
پاک سوسائٹی ڈاٹ کام
میرا الزام بھی تم
نبیلہ ابر راجا
WWW.PAKSOCIETY.COM

وہ اک شخص کہ جس سے محبتیں تھیں بہت
خفا ہوئے تو اسی سے تھیں شکاتیں بہت
بہت پیارے تھے اپنے اصول اس کو بھی
ہمیں بھی اپنی انا کی تھیں ضرورتیں بہت

رنگ و بُو کا گویا طوفان امنڈ آیا تھا' آشیر علوی کزنز اور دوستوں کے ساتھ اس رنگین و شوخ ہنگامے سے پوری طرح لطف اندوز ہو رہا تھا۔ فرحان جس کی مہندی تھی آشیر کا کزن اور جگری دوست تھا' فرحان نے اپنی پسند سے لڑکی چنی تھی جس کے ساتھ اب اس کی شادی ہونے جارہی تھی۔ وہ بے پناہ خوش تھا۔ فرحان کا نکاح دوپہر میں ہوچکا تھا۔

فرحان کی خواہش تھی کہ مہندی کا یہ فنکشن مشترکہ ہو' مگر رمنا کے گھر والے نہیں مانے اور پھر رمنا کے گھر سے مہندی آ گئی تھی۔ آشیر کے دو چار منچلے دوست لڑکیوں پر تبصرے کررہے تھے آشیر بھی پاس کھڑا تھا۔

فرحان کی بہنیں اور کزنز اسے سرخ دوپٹے کی چھاؤں میں مہندی کے لیے سجائے گئے اسٹیج تک لارہی تھیں۔ اب بار بار آشیر کے نام کی پکار پڑ رہی تھی' اویس اور حسان بھی فرحان کے دوست تھے تینوں اس کی طرف بڑھنے لگے۔

''مشکوٰۃ! کہاں ہو جلدی کرو' فرحان بھائی کو مہندی لگاؤ۔'' آشیر کے پیچھے سے آواز آئی تھی۔

جب ہی وہ پروقار قدموں سے چلتی فرحان تک آئی۔

''السلام علیکم فرحان بھائی! کیسے ہیں آپ؟ میری طرف سے بہت بہت مبارک ہو آپ کو۔'' لڑکی کا لہجہ بہت نرم اور سلجھا ہوا تھا۔

''مشکوٰۃ! بہت بہت شکریہ یہاں آنے کا۔ آنٹی کی طبیعت کی خرابی کے باوجود آپ مہندی میں شریک ہوئیں۔'' فرحان کا لہجہ سامنے والی لڑکی کے لیے احترام اور عزت سے بھرا ہوا تھا۔ جس پر آشیر جی بھر کے حیران ہوا۔

''فرحان بھائی اس میں شکریہ کی کوئی بات نہیں ہے اب تو آپ ہمارے فیملی ممبر بن گئے ہیں۔'' ایک ہلکی سی مسکان اس کے لبوں پر سجی ہوئی تھی۔

''میں نے جلدی واپس جانا ہے کیونکہ بھابی' امی جان کے پاس اکیلی ہیں۔''

''مشکوٰۃ! مجھے آپ کی مجبوری کا پتا ہے اس لیے اصرار نہیں کروں گا مگر بارات اور ولیمے پر آپ لازمی شریک ہوں گی۔'' فرحان کے لہجے میں پیار بھرا تحکم تھا۔

''اوکے فرحان بھائی! میں ضرور آؤں گی۔''

آشیر اس مختصر سی گفتگو کے دوران پوری طرح فرحان اور اس لڑکی کی طرف متوجہ رہا جو یقیناً فرحان کی سسرالیوں میں سے تھی کیونکہ اس کا اندازہ ان دونوں کی گفتگو سے ہو رہا تھا۔

''بہت نائس لڑکی ہے' رمنا کی کزن ہے۔'' فرحان نے اس کے جانے کے بعد آشیر سے کہا۔

فرحان کے لہجے کا احترام بتارہا تھا کہ وہ لڑکی خاص ہی ہے' حالانکہ پہلی نگاہ میں وہ اتنی خاص ہرگز نہیں لگی تھی۔ کپڑے بھی کوئی خاص چمک دمک والے نہیں تھے سر پر اسکارف اور شانے پر دوپٹہ تھا جو بڑے سلیقے سے اوڑھا گیا تھا۔

بارات کسی دوسرے شہر تو جانی نہیں تھی اس لیے آرام سے تیاری کی گئی۔ وہاں پہنچ کر آشیر کی متلاشی نگاہیں ادھر اُدھر بھٹک رہی تھیں' اویس نے نوٹ کرلیا ویسے بھی وہ اس سے مزاج آشنا تھا۔

''یار کیا بات ہے کس کو ڈھونڈ رہے ہو؟''

''کسی کو بھی نہیں۔'' اس نے اویس کو ٹالا۔ فرحان نے آشیر سمیت اویس اور حسان کو بھی ساتھ ساتھ رہنے کو کہا تھا۔

''یار! دلہا بن کے تم بالکل ہونق لگ رہے ہو۔'' آشیر نے

چوٹ کی۔

"تمہیں رمنا کی کزنز کا پتا نہیں ہے آفت ہیں پوری ایک ایک سے شرارت کرتی ہیں اور نیگ دودھ پلائی، جوتا چھپائی کے دوران جو میری درگت بننے والی ہے سوچ سوچ کر ہول اٹھ رہے ہیں۔" بے چارہ فرحان سچ مچ بہت گھبرایا ہوا تھا۔

"ہمارے ہوتے پریشان مت ہو۔" اویس نے پیٹھ ٹھونکی۔

"تمہارے ہونے کی وجہ سے ہی تو پریشان ہوں ایسا نہ ہو تم لڑکی والوں کی طرف ہو جاؤ۔" فرحان اس کی عادت سے آگاہ تھا۔ جبکہ وہ شرمندہ سا ہو گیا۔

❀……❀……❀

رمنا کی کزنز مٹھائی اور دودھ لے کر آئیں، رمنا کی کوئی بہن نہیں تھی اس لیے بہنوں کا رول کزنز ادا کر رہی تھیں۔ ان سب میں وہ نظر نہیں آ رہی تھی جس کی فرحان نے تعریف کی تھی، کھانے کے بعد رمنا کو بھی اسٹیج پر فرحان کے ساتھ بٹھایا جانا تھا۔

جب ہی وہ نظر آئی وہ رمنا کو تھام کر اندر سے لائی تھی، اب وہ رمنا کے ساتھ ہی بیٹھی تھی۔ آشیر نے کھل کر جائزہ لیا وہ فرحان کے دائیں جانب بیٹھا تھا، اچانک مشکوٰۃ کی نگاہ اس کی طرف اٹھی تو اسے غصہ آ گیا۔ رمنا اسے پاس سے اٹھنے ہی نہیں دے رہی تھی، امی جان کی طبیعت خاصی بہتر تھی اس لیے وہ پرسکون تھی پر فرحان بھائی کے ساتھ بیٹھے نوجوان کی نگاہوں نے اسے ڈسٹرب سا کر دیا تھا۔

آج وہ بلیک کلر کے سوٹ میں ملبوس تھی، اسکارف اسی طرف بالوں کو چھپائے ہوئے تھا۔ آنکھوں میں کاجل کی شوخ سی تحریر اور لبوں کی کٹاؤ میں نیچرل سی لپ اسٹک کی ہلکی سی جھلک دکھائی دے رہی تھی۔ اس کے بائیں ہاتھ کی درمیانی انگلی میں نازک سی انگوٹھی چمک رہی تھی جس میں سرخ ننھا منا سا نگ بڑا واضح تھا۔

بارات کی واپسی پر وہ رمنا کے ساتھ پچھلی سیٹ پر اس کے ساتھ ہی بیٹھی تھی۔ آشیر ڈرائیونگ کر رہا تھا ساتھ فرحان تھا۔ وہ وقفے وقفے سے مشکوٰۃ کو مخاطب کر رہا تھا اب تو آشیر کو اس کا نام ازبر ہو چکا تھا، اسی کی شخصیت کی مانند منفرد اور پُروقار۔

فرحان کے گھر میں رمنا کو پہلے تو مختلف رسموں سے گزارا گیا پھر اندر لے جایا گیا، اب آشیر اویس اور حسان کے گھیرے میں تھا۔

"تم تو آج ایک ہی لڑکی کو گھور گھور کر دیکھتے رہے۔ خیر تو تھی۔"

"پتا نہیں۔" وہ بے نیازی سے کندھے اچکا کر دوستوں کے پاس سے ہٹ گیا۔

آشیر کے لیے شاید یہ عام اور معمولی سی بات تھی مگر دیکھنے والوں نے بہت سی باتیں خود سے اخذ کر لی تھیں جہاں اویس وحسان نے اس کی نگاہوں کی چوری پکڑی تھی۔ وہاں مشکوٰۃ کی کزنز نے بھی آشیر کی نگاہوں کی بے باکی اور بے خوفی ملاحظہ کی تھی اور پھر سب نے ایک دوسرے کو یہ بات بتائی تھی۔ آشیر کی نگاہ وقتاً فوقتاً اسے چھو کے پلٹ آتی۔ مشکوٰۃ کی کزن سماویہ نے یہ منظر پوری جزئیات اور تفصیلات کے ساتھ یاد کر لیا۔

سماویہ ویسے بھی مشکوٰۃ سے خار کھانے لگی تھی، مشکوٰۃ سماویہ کے چھوٹے چچا کی بیٹی تھی، پورے گھر کی لاڈلی، چچا جان کو اپنی اس چھوٹی بیٹی پر بے پناہ فخر تھا۔ سماویہ کے ماموں کی فیملی کینیڈا میں رہائش پذیر تھی۔ وہ چھٹیوں میں پاکستان آتے جاتے رہتے تھے، سماویہ کی ممانی زہرا کو ایک اتفاقی ملاقات میں مشکوٰۃ بھا گئی۔ وہ کسی کو بتائے اور مشورہ کیے بغیر سیدھی سماویہ کے چچا عباس کے گھر پہنچ گئی اس بات کی خبر جب سماویہ اینڈ فیملی کو ہوئی تو بڑا جھگڑا ہوا وہ تو آس لگائے بیٹھے تھے کہ سماویہ سے بڑی بیٹی ہادیہ کا رشتہ ماموں کے بیٹے کو دیں گے اور ادھر اور ہی کہانی چل رہی تھی۔ عباس چچا تک بھی یہ قصہ مبالغہ آمیزی اور افسانہ طرازی کے ساتھ پہنچا تو انہوں نے نرمی سے سماویہ کے ماموں ممانی کو انکار کر دیا اور پھر بالا ہی بالا زہرا ممانی نے اپنی بہن کی بیٹی سے لاڈلے سپوت کی نسبت طے کر دی۔ اس کا ذمہ دار بھی مشکوٰۃ کو ٹھہرایا

گیا نہ وہ ہوتی اور نہ یہ رشتہ ہاتھ سے نکلتا۔ تب سے ساویہ نے تو اس سے ضد ہی باندھ لی تھی مشکوٰۃ اسے بہت بُری لگنے لگی تھی۔ پورے خاندان کی عورتیں مشکوٰۃ کی مثالیں دیتی کہ لڑکیوں کو ایسا ہونا چاہیے۔ بلاضرورت وہ بولتی نہیں تھی اپنے کام سے کام رکھتی، فضول کی شوخی اور دکھاوا اس کے مزاج سے کوسوں دور تھا۔ وہ سنجیدہ باوقار اور رکھ رکھاؤ والی تھی اسے دیکھتے ہی ذہن میں احترام کا تصور اُبھرتا تھا۔ بلاضرورت وہ کزنز سے فری نہیں ہوتی تھی سلیقے اور ڈھنگ کے کپڑے پہنتی، فیشن کرتی تو ایک حد میں رہ کر۔ بہت سی ماؤں کے لیے وہ ایک آئیڈیل بچی تھی، ان سب باتوں سے قطع نظر پیٹھ پیچھے مشکوٰۃ کا مذاق اڑایا جاتا اس کی ڈریسنگ اور حلیے پر طنز کیے جاتے اور یہ اعتراض اور طنز کرنے میں لڑکیاں پیش پیش ہوتیں۔ اس وقت حد ہی ہوگئی جب حافظ اسرار کا رشتہ مشکوٰۃ کے لیے آیا۔

حافظ اسرار سلجھا ہوا معزز خاندان کا نوجوان تھا۔ پیشے کے لحاظ سے وہ انجینئر تھا اور اچھا خاصا خوش شکل اور اسمارٹ تھا۔ ابھی مشکوٰۃ کے گھر والوں نے سوچنے کے لیے ٹائم مانگا تھا حتمی طور پر رضامندی یا انکار نہیں ہوا تھا پر لڑکیوں کے ہاتھ مذاق آ گیا تھا۔ پھوپو کی بیٹی سدرہ نے تو اپنی ماں سے صاف کہہ دیا تھا۔

''ہمیں مشکوٰۃ کی مثالیں مت دیا کریں ہم اس کی طرح بن گئے تو پھر حافظ اسرار جیسے مولویوں کے رشتے ہی ملیں گے اور مجھے مولوی پسند نہیں۔'' اس لطیفے نے سارے خاندان میں گردش کی تھی۔

❀ ❀ ❀

رمنا سے بمشکل تمام اجازت لے کر وہ بھائی کے ساتھ واپس آئی۔ امی ابو دونوں اسی کے انتظار میں تھے، امی گزشتہ ماہ سیڑھیوں سے گر کر ٹانگ کی ہڈی تڑوا بیٹھی تھیں۔ کچھ دن اسپتال میں ایڈمٹ رہنے کے بعد وہ گھر آئی تھیں، ٹانگ پر چڑھے پلاستر کی وجہ سے چلنا پھرنا محال تھا۔ کوئی نہ کوئی عیادت کے لیے بھی چلا آتا، اسی دوران رمنا کی شادی طے پائی، رمنا اس کے بہت قریب تھی اپنی ہر بات شیئر کرتی۔ رمنا اور مشکوٰۃ کے ابو آپس میں بھائی تھے۔ رمنا، مشکوٰۃ کو بہت پسند کرتی تھی اور دل سے اس کی معترف تھی، ساویہ، ہادیہ کی نسبت اس نے مشکوٰۃ کا کبھی مذاق نہیں اڑایا تھا کیونکہ اسے پتا تھا کہ اس کے چچا کی یہ بیٹی کس نیچر کی ہے۔ ان دونوں کی بنتی بھی خوب تھی۔

ابو تو رمنا کی رخصتی کے بعد تایا کے پاس ہی رک گئے تھے اور کافی دیر بعد گھر واپس آئے تھے۔ مشکوٰۃ ان کے آنے کے گھنٹہ بعد واپس آئی، اس نے سب سے پہلے امی سے ان کی طبیعت کا پوچھا۔ ابو سے گپ شپ کی، پھر عشاء کی نماز پڑھنے کے ارادے سے کمرے میں آئی۔ پاؤں جوتوں کی قید سے آزاد کیے سر سے اسکارف اتارا تو ریشمی بالوں نے اس کی کمر کو ڈھانپ لیا تھا۔ نماز سے فارغ ہوئی تو اسی فرصت میں اسے فرحان بھائی کے ساتھ بیٹھا نوجوان یاد آیا۔ کس طرح اسے گھور رہا تھا جیسے کچھ تلاش کرنا چاہ رہا ہو کسی کھوج میں ہو، عجیب بے باک سی نگاہ تھی اس کی، اخلاق کی ہر حد سے آزاد۔

❀ ❀ ❀

سجی سنوری رمنا کل کے مقابلے میں آج بے پناہ حسین لگ رہی تھی، اس حسن میں یقیناً فرحان کی محبتوں کا اعجاز بھی شامل تھا۔ مشکوٰۃ نے بے اختیار اس کا ماتھا چوما تو رمنا نے ہاتھ پکڑ کر پاس ہی بٹھا لیا۔ ساویہ اور ہادیہ پہلے سے پہنچی ہوئی تھیں، ساویہ کی نگاہ آشیر علوی کو ڈھونڈ رہی تھی، وہ کھانے کے دوران نظر آ ہی گیا۔ ایک اچھے میزبان کی طرح وہ سب پر توجہ دے رہا تھا۔ مشکوٰۃ، چچی ندرت اور خاندان کی دیگر عورتوں کے ساتھ ایک ہی ٹیبل پر بیٹھی تھی، اس کے دائیں طرف ساویہ اور ہادیہ تھیں۔

آشیر علوی ان کی ٹیبل پر بھی آیا، آخر کو وہ اب فرحان کے سسرالی تھے۔ اس نے آشیر پر ذمہ داری ڈالی تھی کہ ان کی خاطر مدارت میں کوئی کمی نہیں ہونی چاہیے، وہ مشکوٰۃ کی ٹیبل کے پاس رکا تو ساویہ نے معنی خیز نگاہوں سے ہادیہ اور ماں کی طرف دیکھا۔ وہ ان سب سے خیر خیریت دریافت کر رہا تھا۔

''آپ نے تو کچھ لیا ہی نہیں، میں گرم کھانا منگواتا ہوں۔'' اس کی مخاطب مشکوٰۃ تھی جس نے پلیٹ میں صرف

تھوڑی سی بریانی اور سلاد ڈالا تھا۔ آشیر نے پاس سے گزرتے بیرے کو مزید کھانا لانے کے لیے کہا۔ مشکوٰۃ سے کھانا کھانا دوبھر ہوگیا۔ ساویہ کی معنی خیز کھنکار اس کی سماعتوں تک پہنچ گئی تھی آشیر کی بیک پر ساویہ بیٹھی تھی۔

''ہمیں کولڈ ڈرنک منگوا دیں۔'' ساویہ نے خود دخل اندازی کی تو آشیر فوراً الرٹ ہوگیا۔ ''ہم بھی آپ کی رمنا بھابی کے رشتہ دار ہیں۔'' اس نے جتایا تو جواباً وہ ہنس پڑا۔

''مجھے پتا ہے۔''

''لگتا تو نہیں ہے' کچھ خاص لوگ ہی آپ کی توجہ کا مرکز بنے ہوئے ہیں۔''

''ارے نہیں آپ بھی ہمارے لیے اہم ہیں۔'' وہ خالی پڑی کرسی پر ان کے پاس ہی بیٹھ گیا تو ساویہ کو بڑی خوشی ہوئی۔

فواد بھائی نے کہا تھا کہ واپسی میں چچی اور ساویہ لوگوں کے ساتھ آجانا کیونکہ گاڑی خراب ہوگئی تھی' اب وہ صبر سے ان کے اٹھنے کا انتظار کررہی تھی۔ کھانا کھا کے سب لوگ کب کے فارغ ہوچکے تھے مگر ساویہ کی باتیں ختم ہونے میں نہیں آرہی تھیں۔ مشکوٰۃ ان کی ٹیبل پر آگئی۔

''چچی گھر چلیں ناں' کافی ٹائم ہوگیا ہے۔'' آشیر تب فوراً اس کی طرف گھوما' اب وہ پوری جی جان سے اس کی طرف متوجہ تھا ایسے لگ رہا تھا جیسے ان دونوں کے سوا اور وہاں کوئی نہیں ہے خود پر گڑی اس کی نگاہیں مشکوٰۃ کو احساس توہین میں مبتلا کررہی تھیں۔

آشیر نے بغور اس کا جائزہ لیا تھا مشکوٰۃ پنک کلر کے کپڑوں میں ملبوس تھی۔ سر پر کپڑوں کے ہمرنگ اسکارف تھا اور اس کے سر کے بالوں کی کوئی جھلک تک نہیں دکھائی دے رہی تھی نہ تھا۔ پاؤں نازک سی جوتیوں میں مقید تھے۔

''میں آپ لوگوں کو ڈراپ کردوں؟'' آشیر نے فوراً آفر کی۔

''ارے نہیں ہم اپنی گاڑی میں جائیں گے۔'' چچی قدرت نے فوراً جتایا۔ مشکوٰۃ خاموش کھڑی ان کو دیکھ رہی تھی۔

''یہ ہماری کزن ہیں مشکوٰۃ!'' ساویہ نے آشیر کی توجہ مشکوٰۃ کی طرف محسوس کی تو جھٹ اس کا ادھورا سا تعارف کروایا۔

''کیا کرتی ہیں آپ مشکوٰۃ!'' آشیر کے تو دل کی کلی ہی کھل اٹھی۔ ساویہ اور ہادیہ سمیت اب قدرت بھی ان دونوں کی طرف متوجہ تھی اور دل میں کچھ سوچ رہی تھی۔

''میں گھر پر ہی ہوتی ہوں۔'' وہ مختصر جواب دے کر بہانے سے وہاں سے ہٹ گئی۔ ساویہ نے جانے کیوں اس کا تعارف کروایا تھا۔ اس کا انداز اور نگاہیں طنزیہ تھیں' وہ بچی تو تھی نہیں کہ محسوس نہ کرتی۔ مشکوٰۃ اندر آ کر رمنا سے ملی تب تک قدرت کا بھی جانے کا موڈ بن چکا تھا' آشیر' فرحان اور اس کی دیگر فیملی گیٹ تک ان کے ساتھ آئی۔

آخری وقت آشیر نے پھر مشکوٰۃ کو بھرپور نگاہوں سے دیکھتے ہوئے خدا حافظ کہا۔

❁……❁……❁

مہمان سب کے سب جاچکے تھے' شادی کا ہنگامہ بھی سرد پڑچکا تھا۔ ایسے میں فرحان نے آشیر کو پکڑا' شادی میں بہت سے لوگوں نے آشیر کو مشکوٰۃ کی طرف بار بار گھورتے دیکھا تھا جس میں اویس و حسان کے ساتھ فرحان بھی شامل تھا۔

''مجھے بتاؤ یہ سب کیا سلسلہ ہے؟'' فرحان بہت سنجیدہ لگ رہا تھا۔

''کون سا سلسلہ یار……؟'' وہ سر کے بالوں میں انگلیاں چلاتے ہوئے غائب دماغی سے بولا۔

''بچے مت بنو آشیر! تمہیں پتا ہے سب۔''

''کیا کہہ رہے ہو آخر مجھے بھی تو پتا چلے؟''

''رمنا کی کزن مشکوٰۃ کو تم کیوں ندیدوں کی طرح گھورتے رہے۔ کیا پہلے کبھی کوئی لڑکی نہیں دیکھی۔''

''میں نے ندیدوں کی طرح کب دیکھا اور تمہیں یہ بھی پتا ہے کہ کتنی لڑکیوں کو دیکھ چکا ہوں۔''

''آشیر! مجھے چکر دینے کی کوشش مت کرو' لڑکیاں تمہارے لیے شجر ممنوعہ نہیں رہی ہیں پھر تمہاری یہ حرکت کیا معنی رکھتی ہے۔ مشکوٰۃ نے رمنا سے تمہاری شکایت کی ہے اور یقین کرو رمنا کے سامنے میں بہت شرمندہ ہوا ہوں۔ بڑی مشکل سے اسے قائل کیا کہ مشکوٰۃ کو غلط فہمی ہوئی ہوگی'

آشیر ایسا نہیں ہے۔"

"رمنا بھابی نے کیا کہا تم سے؟" وہ چونکا۔

"آشیر! مشکوٰۃ رمنا کی کزن ہے اور بہت ہی اچھی لڑکی ہے، میں اس کی عزت کرتا ہوں، وہ ایسی ویسی نہیں ہے۔"

"ہاں مجھے پتا ہے وہ ایسی ویسی نہیں ہے۔"

"پھر تم نے ایسی حرکت کیوں کی کہ تمہاری شکایت آ گئی؟"

"ہاں جائز ہے شکایت۔" آشیر کا لہجہ عجیب سا تھا۔

"رمنا نے مجھے بتایا ہے کہ اس کی کزنز نے تمہارے حوالے سے مشکوٰۃ پر الٹے سیدھے طنز کیے ہیں، اسی وجہ سے اس نے رمنا سے تمہاری شکایت کی۔" فرحان غصے میں آ گیا۔ "وہ کوئی ایسی ویسی لڑکی نہیں ہے محترم آشیر علوی صاحب!" وہ ایک ایک لفظ چبا کر بولا۔ جواب میں آشیر خاموش رہا۔

❀ ❀ ❀

مما پپا کے ساتھ بڑی بھابی نگین کے پاس سعودیہ گئی ہوئی تھیں۔ انہیں گئے ہوئے ایک ماہ سے زائد ہو گیا تھا، نگین بھابی کے ہاں پورے چھ سال کے بعد ایسا موقعہ آیا تھا کہ وہ پھر سے ماں کے رتبے پر فائز ہونے جا رہی تھی۔ اس بار وہ بے حد ڈری ہوئی تھیں پہلا بیٹا بھی میجر آپریشن سے ہوا تھا اور وہ مرتے مرتے بچی تھیں، اس بار تو جو اُن کو الٹے سیدھے خواب آ رہے تھے اس کی وجہ سے وہ وہمی ہو رہی تھیں۔

فون پر بات کرتے کرتے رو پڑتیں، نگین کی وجہ سے افروز بھی پریشان تھیں۔ ان کا دل کر رہا تھا کہ فوراً سے بھی پیشتر بہو بیٹے کی پاس پہنچ جائیں۔ اس معاملے میں عمر علوی بھی بیوی کے ہمنوا تھے، وہ ریٹائرڈ لائف گزار رہے تھے انہیں گھومنے پھرنے کا بہانہ چاہیے تھا سو افروز کی ساتھ سعودیہ عاشر اور نگین کے پاس جا پہنچے۔ ان کی موجودگی سے نگین اب پرسکون تھی، اس نے پھر سے ایک خوب صورت اور صحت مند بیٹے کو جنم دیا تھا۔ افروز کا ارادہ تھا کہ بہو اور پوتوں کے ساتھ ہی واپس پاکستان جائیں گی جہاں آشیر بے چینی سے ان کا منتظر تھا۔ جب بھی فون پر بات ہوتی وہ یہی پوچھتا مما آپ کب آئیں گی، افروز کو وہ کچھ پریشان سا لگا تھا اتنی دور بیٹھ کے وہ تفصیل بھی نہیں پوچھ سکتی تھی۔

ان کی تین اولادیں تھیں اور تینوں ہی بیٹے تھے۔ آشیر سب سے چھوٹا اور منہ پھٹ تھا۔ عاشر اور یاسر دونوں کی شادی ہو چکی تھی اب آشیر ہی باقی بچا تھا باقی دونوں صاحب اولاد تھے اور اپنی اپنی بیویوں کے ساتھ خوشگوار زندگی گزار رہے تھے۔ شادی کے بعد عاشر کو سعودیہ میں جاب ملی تو وہ نگین کے ساتھ یہاں چلا آیا۔ نگین گھر سنبھالتی تھی اور ایک شرارتی سا بیٹا۔ اپنی مسیحائی آزمانے کا اسے موقعہ ہی نہیں ملتا تھا وہ گھر میں ہی خوش تھی۔ شادی کے بعد تھوڑا عرصہ ہی اس نے پریکٹس کی تھی پھر گھریلو زندگی میں ایسی گم ہوئی کہ کچھ فرصت ہی نہیں ملی۔ عاشر کو سالانہ چھٹیاں ملیتں تو وہ نگین کے ساتھ پاکستان کا چکر لگا لیتا۔ یاسر اس سے بڑا تھا اور آرمی میں کرنل تھا، اس کے بھی تین بچے تھے۔ پچھلے تین سال سے وہ افروز اور عمر علوی کے ساتھ ہی مقیم تھا ورنہ تو وہ دونوں بیٹوں کی آئے روز کی پوسٹنگ سے تنگ آ گئے تھے، اب کچھ سکون تھا۔

آشیر کے لہجے میں انتشار محسوس کر کے افروز پریشان تھی اور جلد از جلد پاکستان واپس جانا چاہتی تھی مگر جب تک نگین سفر کرنے کے قابل نہ ہوتی ان کا آنا محال تھا۔

❀ ❀ ❀

سماویہ نے چٹخارے لے لے کر یہ مزیدار قصہ سب کو سنایا تھا، اب تو ندرت نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا کہ اس لمبے چوڑے جاذب نظر لڑکے کی توجہ سو فیصد مشکوٰۃ کی طرف تھی۔ انہوں نے صرف آشیر کی توجہ ہی محسوس کی تھی، مشکوٰۃ کی بے زاری انہیں نظر نہیں آئی تھی، پہلے وہ شاید یقین نہ کرتی پر اب سماویہ کی دلائل ایسے تھے کہ انہیں یقین کرنا پڑا۔ انہوں نے اس کا ذکر جیٹھانی اور دونوں دیورانیوں سے بھی کر دیا۔ بظاہر اس چھوٹی سی بات کو خوب بڑھا چڑھا کر پیش کیا گیا۔

نور افشاں، مشکوٰۃ کی ماں تھیں انہیں یہ بات ہضم نہیں ہو رہی تھی لیکن انہوں نے بیٹی سے کوئی سوال نہیں کیا انہیں اپنی تربیت پر بھروسا تھا اور پھر شادیوں میں ایسے واقعات

ہوتے رہتے ہیں لڑکے لڑکیوں پر توجہ دیتے اور آگے بڑھنے کی کوشش بھی کرتے ہیں۔ اکثر واقعات معاملہ یک طرفہ ہی رہتا ہے مشکوٰۃ سلجھی ہوئی باشعور لڑکی تھی آج تک اس کے بارے میں کوئی ایسی بات سننے میں نہیں آئی تھی۔ ندرت نے کھوجنے والے انداز میں یہ بات انہیں بتائی تھی کہ شادی میں دلہا کا ایک عزیز مشکوٰۃ میں دلچسپی لے رہا تھا نور افشاں ادھر ہی خاموش ہوگئی تھیں۔

حافظ اسرار کے گھر والوں کو وہ حتمی جواب دینے کے بارے میں سوچ رہی تھی عباس بھی راضی تھے بظاہر اس رشتے میں کوئی خرابی نہیں تھی۔ لڑکا بھی مشکوٰۃ کی طرح باکردار اور مہذب تھا۔

حافظ اسرار کے گھر والوں نے جواب لینے کے لیے آنا تھا اس نے ایک فرمانبردار بیٹی کی طرح معاملہ والدین کی مرضی پر چھوڑ دیا تھا۔ مشکوٰۃ عباس کی لاڈلی تھی اپنے تینوں بچوں میں انہیں یہ بیٹی سب سے زیادہ عزیز تھی۔ وہ اسے اپنے لیے خدا کا انعام قرار دیتے تھے اور اس پر فخر بھی کرتے مشکوٰۃ نے بھی ہمیشہ ان کے اس فخر کا مان رکھا تھا۔ تعلیم مکمل کرنے کے بعد وہ گھر داری میں مگن تھی۔ نور افشاں کی ٹانگ ٹوٹی تو اس نے خدمت گزاری میں دن رات ایک کر دیا اس کی کوشش ہوتی کہ امی کے تمام کام وہ خود کرے بھابی کو زحمت نہ دے اس وجہ سے ثمامہ بھی خوش تھی۔

حافظ اسرار کی والدہ نے ندرت کے گھر ایک تقریب میں مشکوٰۃ کو دیکھا تھا تب سے وہ ان کے دل کو بھا گئی تھی اپنے بیٹے اسرار کے لیے وہ انہیں ہر لحاظ سے مناسب لگی تھی انہیں پورا یقین تھا کہ عباس مان جائیں گے ان کا یہ یقین بے جا نہیں تھا۔

سماویہ نے باتوں باتوں میں آشیر کے حوالے سے مشکوٰۃ پر طنز کیا تو اسے بے حد غصہ آیا۔ رمنا بھی میکے آئی ہوئی تھی مشکوٰۃ نے سارا غصہ اس پر اتار دیا۔ اس نے گھر آ کر فرحان سے آشیر کی شکایت کی۔ فرحان آشیر سے جا پہنچا اس بات کو چھ روز گزر گئے تھے پھر نہ آشیر اُسے ملا نہ فون پر بات ہوئی۔ فرحان نے کال کی تو اس کا نمبر آف تھا۔

اویس اور حسان فرحان سے فون کر کے اس کے بارے میں پوچھ رہے تھے اس کا نمبر کبھی بند نہیں ملا تھا آشیر ٹریول ایجنسی چلا رہا تھا۔ اویس اور فرحان سیدھے اس کے آفس جا پہنچے وہ وہاں بھی نہیں تھا اس کے سیکریٹری سے پتا چلا کہ وہ پانچ دن سے آفس آ ہی نہیں رہا ہے۔ مزید اسے کچھ پتا نہیں تھا فرحان اور اویس اب سچ مچ پریشان تھے۔

''چلو گھر چلتے ہیں آشیر کی پاس۔'' اویس نے تجویز دی تو فرحان نے اُدھر سے ہی گاڑی موڑ لی۔ فرحان نے گاڑی آشیر کی گھر کے سامنے روکتے ہوئے ہارن دیا تو چوکیدار نے گیٹ کھولا۔

''سلام صاب!'' چوکیدار نے زوردار آواز میں سلام جھاڑا۔

''وعلیکم السلام! تمہارے صاحب کہاں ہیں؟'' فرحان نے چوکیدار کے سلام کا جواب دیتے ہوئے آشیر کے بارے میں سوال کیا۔

''صاب! چھوٹے صاب تو بیمار ہیں۔'' اس اطلاع پر فرحان اویس کا منہ تکنے لگا۔

یاسر بھائی تو گھر پر نہیں تھے البتہ ان کی بیگم عمارہ گھر پر تھیں انہوں نے دونوں کو آشیر کے بیڈروم تک پہنچا دیا۔ آشیر فرحان کا خالہ زاد بھائی تھا فرحان اس کے بہت قریب تھا دونوں پل پل ایک دوسرے کی مصروفیات سے آگاہ رہتے تھے آج پہلی بار فرحان کو اپنی بے پروائی پر غصہ آیا۔

شام ڈھل رہی تھی پر آشیر کے کمرے کی لائٹ بند تھی۔ کھڑکیوں کے پردے موسم کی خنکی کے باعث گرے ہوئے تھے اندر کمرے میں مکمل طور پر اندھیرا تھا۔ فرحان نے آگے بڑھ کر لائٹ جلائی لائٹ جلنے اور دروازہ کھلنے کی آواز پر الٹا لیٹا آشیر کسمسایا اور پھر اٹھ بیٹھا اس کی آنکھیں بے پناہ سرخ تھی پپوٹے بھی سرخ اور بھاری لگ رہے تھے۔ اویس اور فرحان پریشان ہوگئے۔ وہ ہمیشہ نک سک سے تیار خوشبو میں بسا اپنی دلنشین مسکراہٹ سمیت ملتا۔ اس کی خوش لباسی مشہور تھی چھ دن کی بڑھی شیو میں وہ پہلے والا آشیر لگ ہی نہیں رہا تھا۔ سگریٹ کو اس نے کبھی ہاتھ تک نہیں لگایا تھا پاس پڑی ایش ٹرے بتا رہی تھی کہ اس نے بے دردی سے دل کھول کر

سگریٹ نوشی کی ہے۔

"کیا حال بنا رکھا ہے۔" فرحان نے حیرانگی سے پوچھا۔

"ناراض ہو ہم سے کوئی بات بُری لگ گئی ہے؟" اویس بھی قدرے حیران تھا۔

"ارے نہیں ناراضگی کیسی؟" پھیکی سی مسکراہٹ اس کے لبوں پر آ کے معدوم ہوگئی۔

"پھر یہ کیا حال بنا رکھا ہے تم نے؟"

"کیوں کیا ہوا میرے حال کو" اس نے الٹا اویس سے سوال کیا۔

"مجنوں لگ رہے ہو پورے۔" جواب میں آشیر خاموش ہی رہا۔ اتنے میں عمارہ بھابی چائے کے ساتھ دیگر لوازمات ٹرے میں سجائے ادھر ہی آ گئیں۔

"دو دن پہلے اس کی طبیعت بہت خراب تھی رات بھر تیز بخار رہا مگر یہ ڈاکٹر کے پاس نہیں گیا۔ اوپر سے اسموکنگ شروع کردی ہے تم لوگ پوچھو کیا پرابلم ہے اس کو؟ میں اور یاسر تو پوچھ پوچھ کر تھک گئے" آنٹی نے واپس آ کے دیکھا تو یہی کہیں گی کہ ہم نے آشیر کا خیال نہیں رکھا۔"

"بھابی آپ پریشان نہ ہوں میں پوچھتا ہوں۔" فرحان نے انہیں تسلی دی تو وہ چلی گئیں پھر اویس نے کمرے کا دروازہ بند کردیا۔

"ہاں اب بتاؤ آشیر! کیا چکر ہے جس کی وجہ سے تم نے اپنا یہ حال بنایا ہوا ہے۔" فرحان کافی سنجیدہ تھا۔

"کہیں محبت کا چکر تو نہیں ہے؟" اس بات پر آشیر اور بھی سنجیدہ نظر آنے لگا۔

اس نے اتنے دنوں کی الجھن اور پریشانی کی وجہ بتادی وجہ بڑی رنگین تھی اور وہ تھی مشکوٰۃ۔

"تمہیں بھی محبت ہو ہی گئی میں تو تھوڑی دیر پہلے تک یہی سمجھتا رہا کہ تم صرف دل لگی کر سکتے ہو محبت نہیں۔ تم نے تو حیرت انگیز خبر دی ہے ہر لڑکی کو فضول ہے کہہ کر ٹھکراتے رہے اور یہ سب کیا ہے؟" اویس نے اسی کا کہا لوٹایا۔

"وہ بہت خاص ہے....." اویس اور فرحان ہنستے چلے گئے یقین نہیں آ رہا تھا کہ یہ جملہ آشیر کے منہ سے نکلا ہے۔ ایک سے ایک طرحدار خوب صورت اور شوخ لڑکی کے بارے میں اس کی رائے یہی ہوتی کہ عام سی ہے۔ لڑکیوں کو اپنی طرف متوجہ کرنا اس کے لیے کبھی بھی مسئلہ نہیں رہا تھا۔ اس کی باتوں اور شخصیت سے صنف نازک امپریس ہوجاتی تھی۔ آشیر ایک حد سے آگے نہیں جاتا تھا معاملات دل لگی تک ہی تھے اس نے اپنے دل کی گہرائیوں میں کسی کو جھانکنے نہیں دیا تھا۔

ایک دم سے جانے کیا ہوا تھا کہ وہ خود سے کسی کے بارے میں سوچنے پر مجبور ہوگیا تھا رات سونے کے لیے لیٹتا تو دو خائف سی شکایتی آنکھیں ذہن کے دریچے پر دستک دینے لگتیں۔ فرحان اس کی شکایت لیے کر آیا تب سے وہ ڈسٹرب تھا فی الحال کوئی راز دار نہیں تھا۔ بات ہی ایسی تھی ناقابل یقین۔ کہاں وہ کہاں مشکوٰۃ..... آشیر کے حلقہ احباب میں ایک سے ایک طرحدار اور شوخ لڑکی تھی مشکوٰۃ ان سے بالکل الٹ تھی اور اب آشیر اپنے منہ سے اقرار کر رہا تھا کہ کچھ خاص ہے اس میں۔

"کہیں یہ وقتی جذبہ تو نہیں ہے۔" فرحان مشکوک تھا جواب میں وہ بے بسی سے دیکھ کر رہ گیا۔

"رمنا نے اس کے بارے میں کافی کچھ بتایا ہے وہ بہت سنجیدہ اور سلجھے کردار کی لڑکی ہے۔ تمہاری فرینڈز سے بالکل مختلف۔"

"مجھے پتا ہے تب ہی تو کہا ہے کہ بہت خاص ہے وہ۔"

"رمنا کل ہی میکے سے واپس آئی ہے پرسوں مشکوٰۃ کے گھر ہماری دعوت ہے۔ رمنا نے بتایا تھا کہ ایک بہت اچھا رشتہ آیا ہے مشکوٰۃ کے لیے۔ اس کی فیملی بھی تقریباً راضی ہے مگر ابھی تک باقاعدہ رضامندی نہیں دی گئی ہے۔ تم اگر واقعی سیریس ہو تو خالہ سے بات کرو تمہارا پرپوزل لے جائیں۔"

فرحان نے اسے چیک کرنے کے لیے دانستہ مشکوٰۃ کے لیے آئے رشتے کا بتایا جسے سن کر آشیر اور بھی پریشان نظر آنے لگا۔ تیر نشانے پر بیٹھا تھا آشیر کے لیے دل لگی واقعی دل کی لگی بن گئی تھی۔ یہ آج کی حیرت انگیز خبر تھی کہ آشیر جیسا نوجوان بھی کیوپڈ کے تیر کا شکار ہوسکتا ہے۔ جو صنف نازک کے ساتھ پائیدار جذبے کا قائل ہی نہیں تھا اپنی فرینڈز کو اس

نے فرینڈ شپ تک ہی محدود رکھا تھا۔ وہ ہی آشیر محبت کی دھیمی دھیمی آگ میں سلگ رہا تھا۔

یہ تو محبت کی پہلی سیڑھی پر پاؤں دھرنے والا الجھا الجھا سا آشیر تھا۔ ابھی وہ ملی بھی نہیں تھی کہ کھونے کا دھڑکا لگ گیا تھا' فرحان نے اس کے لیے آئے رشتے کی بات کر کے اسے اور بھی پریشان کر دیا تھا۔ وہ "عام سی لڑکی" اس کے لیے بہت خاص بلکہ خاص الخاص بن گئی تھی۔

اسے یاد کرتے ہی دل میں یہ تصور پختہ ہو جاتا تھا

تم کو معلوم تو ہوگی یہ کرامت اپنی
سنگ مرمر پر دھرو پاؤں تو مخمل کردو

مشکوٰۃ بڑے دھڑلے سے پوچھے بغیر اس کے دل کے سنگھاسن پر براجمان ہوگئی تھی' وہ اپنی ہار ماننے سے خوفزدہ تھا۔ وہ دوستوں کی محفل میں ببانگ دہل کہتا تھا کہ محبت کروں گا تو ٹھونک بجا کے کروں گا' اب اسے ہنسی آتی' اب جب سب دوستوں کو یہ بات پتا چلنے والی تھی سب نے اسے طرح طرح کے سوال کرنے تھے۔ "کون ہے..... کیسی ہے..... دکھنے میں کیسی لگتی ہے؟" وہ کیا جواب دے گا۔

پہلی بار اسے اپنے خیالات کے برعکس شکست ہوئی تھی' اس کے آئیڈیلزم کا بت مشکوٰۃ کے ہاتھوں چکنا چور ہوا تھا۔

❁ ❁ ❁

عباس صاحب کے ہاں دعوت بڑی پُرلطف رہی' فواد بھی شریک محفل تھا۔ فرحان سب سے مل کر بہت خوش تھا' واپسی پر فرحان نے خود ہی مشکوٰۃ کے لیے آئے رشتے کا ذکر چھیڑ دیا' وہ اس بارے میں پیش رفت سے آگاہ ہونا چاہتا تھا۔

"چچا جان جلد ہی ہاں کرنے والے ہیں۔" رمنا نے بتایا تو فرحان پریشان سا ہوگیا۔

رمنا کو بتانے میں حرج نہیں تھا' اس نے رک رک کر آشیر کی واردات قلبی سے اسے بھی آگاہ کر دیا۔ رمنا کو مشکوٰۃ کا غصہ اور شکوہ یاد آ گیا۔

"میرا نہیں خیال کہ مشکوٰۃ آشیر بھائی کے لیے دل میں نرم جذبہ رکھتی ہے اگر ایسا ہوتا تو وہ کبھی مجھ سے شکایت نہ کرتی۔ سماویہ نے تو اسے اچھا خاصا بدنام کر کے رکھ دیا ہے' رائی کا پہاڑ بن گیا ہے اور آپ کے یہ دوست آشیر ان پر حیرت ہوتی ہے ہماری شادی میں مشکوٰۃ کو دیکھ کر محبت کرنے لگے' نہ کوئی بات ہوئی نہ ملاقات اور ایک نظر میں ہی محبت ہوگئی۔" رمنا کا انداز اچھا خاصہ طنزیہ تھا' فرحان تڑپ ہی تو گیا۔

"یہ کوئی بزنس یا سودا تو نہیں ہے' مجھے آشیر کا پتا ہے وہ محبت وغیرہ کو فضول تصور کرتا تھا اس جذبے پر اس کا زیادہ یقین نہیں تھا مگر کبھی کبھی انہونی بھی ہو جاتی ہے۔"

"میرا دل یہ بات نہیں مانتا ہے' آپ نے ہی تو بتایا تھا کہ ان کی دوستی' بہت سی لڑکیوں سے ہے اور ان میں سے کچھ آشیر بھائی کے معاملے میں سیریس بھی ہیں۔"

"میں سب کے بارے میں جانتا ہوں' آشیر ان میں سے کسی کے ساتھ بھی سیریس نہیں ہے اس موضوع پر میری کتنی بار آشیر سے بات ہوئی ہے' ایسا کچھ نہیں ہے صرف دوستی اور وقتی دل لگی ہے۔"

"بہت خوب' آشیر بھائی مشکوٰۃ کو بھی دل لگی کا ذریعہ سمجھ بیٹھے ہیں۔" فرحان کی بات پر رمنا غصے میں آ گئی۔

"اگر وہ سنجیدہ ہیں تو سیدھے طریقے سے پرپوزل دیں یوں کسی لڑکی کو بدنام تو نہ کریں۔"

"او کے یہ بھی ہو جائے گا میں جا کے آج ہی بات کرتا ہوں' خالہ جان تو سعودیہ میں ہیں جانے انہیں آنے میں کتنا ٹائم لگے لیکن میں بات کرتا ہوں۔ آشیر کو میں خود سے بھی زیادہ جانتا ہوں اس بار شکست اسے برداشت نہیں ہوگی۔" فرحان قدرے پریشان نظر آنے لگا' رمنا بھی خاموش تھی۔ باقی کا سفر خاموشی سے ہی طے ہوا' گھر آ کر رمنا کے سامنے فرحان نے آشیر کو فون کیا۔

"تم خالہ جان کو فون کر کے بتا دو۔" وہ چھوٹتے ہی بولا تو آشیر الجھ سا گیا۔

"کس کا بتا دوں؟"

"مشکوٰۃ کے بارے میں بتا دو' اس کے والدین نے اگر ایک بار حافظ اسرار کے گھر والوں کو ہاں کر دی تو تم ساری عمر دیکھنا پھر....." جانے کیوں فرحان اتنا تلخ ہو رہا تھا۔ وہ آشیر پر خوب گرجا برسا۔

"میں پہلے بھابی اور یاسر بھائی سے بات کروں پھر مما پاپا کو کال کرکے بتاتا ہوں۔" آشیر نے عجلت میں فون بند کردیا۔

❀......❀......❀

آشیر اسٹریٹ فارورڈ تھا لگی لپٹی رکھے بغیر اپنی بات کہنے والا یہاں تو معاملہ پھر دل کا تھا اسے یاسر بھائی اور عمارہ بھابی سے بات کرنے میں کوئی مشکل پیش نہیں آئی۔

"آپ جاکر بات کریں مشکوٰۃ کے والدین سے ایسا نہ ہو کہ......" وہ کچھ کہتے کہتے رک گیا تو عمارہ نے معنی خیز نگاہوں سے یاسر کی طرف دیکھا۔ وہ بھی شادی میں شریک ہوئی تھیں پر مشکوٰۃ کون سی لڑکی تھی یہ انہیں معلوم نہیں تھا۔ انہیں بھی اس لڑکی کو دیکھنے کا شوق تھا جس نے آشیر کو چاروں شانے چت کردیا تھا اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ ابھی انہیں مشکوٰۃ کے گھر بھیج دیتا۔

مگر یہ کام بھی تو ایک ضابطے کے تحت ہونا تھا افروز آنٹی ملک سے باہر تھیں عمر علوی کی رائے لینا بھی ضروری تھا یاسر نے سب سے پہلے سعودیہ فون کرکے مما اور پاپا کو سب کچھ بتایا۔ مما نے کہا کہ مجھے لڑکی کی تصویر میل کردو یاسر کے پاس ہوتی تو کرتا۔ پاپا نے کہا تھا کہ ٹھیک ہے تم عمارہ کو لے کر چلے جاؤ آخری فیصلہ ہمارے آنے کے بعد ہوگا۔

❀......❀......❀

خواتین میں سے عمارہ بھابی رمنا اور فرحان بھائی کی مما امبرین اور ان کے شوہر اکبر علی مشکوٰۃ کے گھر آئے تھے۔ عباس رمنا کی وجہ سے اس خاندان کو کچھ کچھ جاننے لگے تھے۔ رمنا کی سسرال انہیں بہت پسند آئی تھی اور اب مشکوٰۃ کے لیے رشتہ اُدھر سے ہی آیا تھا۔ نور افشاں کے تو ہاتھ پیر ٹھنڈے پڑ گئے تھے رمنا جس خاندان میں بیاہ کر گئی تھی وہ سماجی حیثیت اور امارت میں ان سے بڑھ کر تھا۔ آشیر علوی فرحان کا خالہ زاد بھائی تھا اب آنا جانا شروع ہوگیا تھا تو فرحان اور اس کے گھر والوں کو قریب سے جاننے کا موقع ملا تھا۔

فرحان پسندیدہ عادات کا مالک تھا یہ بات آشیر کی فیور میں جارہی تھی۔ جاتے وقت یاسر اور عمارہ نے انہیں اپنے گھر آنے کی پُرزور دعوت دی جو عباس نے قبول کرلی۔ اس بہانے وہ آشیر اور ان کے گھر بار کو بھی دیکھ لیتے باقی فیصلہ انہیں کرنا تھا۔ نور افشاں ویسے اس رشتے کے حق میں تھیں مگر عباس جلد بازی نہیں کرنا چاہتے تھے اسی وجہ سے تو ابھی تک حافظ اسرار کے گھر والوں کو حتمی جواب نہیں دیا گیا تھا۔

❀......❀......❀

مشکوٰۃ کے لیے آشیر کا رشتہ آیا ہے سماویہ کے لیے یہ اطلاع بہت ناقابل یقین تھی۔

"دیکھا میں کہتی تھی ناں کہ ان دونوں میں چکر چل رہا ہے اب نتیجہ سامنے ہے۔ شادی میں ہی سب کچھ ہوا اور اب رشتہ بھی آ گیا۔" وہ ندرت سمیت بہت سوں کو یہ باور کرانے میں کامیاب ہوگئی تھی کہ آشیر اور مشکوٰۃ میں پہلے سے چکر چل رہا تھا جس کی وجہ سے اب اس نے رشتہ بھیجا ہے۔ وہ مشکوٰۃ کے پرانے تاثر کو زائل کرنے میں پوری طرح کامیاب رہی تھی۔ چچی ندرت سیدھی نور افشاں کے پاس پہنچی اور چھوٹتے ہی آشیر کے رشتے کا پوچھا ظاہر ہے انہیں سب کچھ بتانا پڑا۔

"ہاں اچھا ہے اولاد کی پسند بھی تو ضروری ہے۔ جب لڑکا لڑکی ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں تو پھر اور کسی کو اعتراض کرنے کی گنجائش نہیں ہے ویسے کیا سوچا ہے تم نے؟" اُدھر نور افشاں ان کے جملوں کے ہیر پھیر میں گم تھیں کہ لڑکا لڑکی ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں۔

"سوچنا کیا ہے عباس ابھی جاکے ملیں گے آشیر کے گھر والوں سے اس کے بعد ہی دیکھیں گے کہ کیا کرنا ہے۔" وہ سنبھل کے بولیں۔

"لو اب اس میں سوچنا کیسا سب کچھ تمہارے سامنے ہے۔" وہ اپنی بات کہہ کر چل دیں پر نور افشاں ان کی کہی باتوں پر غور کررہی تھیں کہ لڑکا لڑکی ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں کوئی اور اعتراض کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔

"تو کیا مشکوٰۃ اس لڑکے کو پسند کرتی ہے جو اس نے رشتہ بھجوایا ہے؟" پہلے بھی مشکوٰۃ کے حوالے سے وہ آشیر کا قصہ سن چکی تھیں پر مشکوٰۃ نے تو ایسا کچھ نہیں کہا۔

❀......❀......❀

آج نیند مشکوٰۃ کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔ ثمامہ بھابی

اور رمنا کی زبانی اسے آشیر کے پرپوزل کا پتا چلا تھا' وہ تو یہی سمجھی تھی کہ رمنا اپنی ساس اور اس پیاری سی خاتون (جو کہ عمارہ تھی) کے ہمراہ ایسے ہی آئی ہوگی' رمنا نے تو اسے ایک لفظ تک نہیں بتایا تھا۔ اپنی آمد کے سبب کی ہوا تک نہیں لگنے دی تھی' یہ تو ثمامہ بھابی تھیں جنہوں نے یہ مہربانی کی تھی۔ امی ابو نے اس پرپوزل کے بارے میں اس کی رائے تو معلوم کرنی تھی' انکار یا اقرار کرنا اس کا حق تھا اور اپنے اس حق کو اس نے استعمال کرنے کا فیصلہ کرلیا تھا۔ اس کی رائے حافظ اسرار کے حق میں تھی جب وہ اپنی فیملی کے ساتھ ان کے گھر آیا تھا تو ڈرائنگ روم کی کھڑکی سے ثمامہ بھابی نے اس کی جھلک دکھائی تھی۔ وہ آنکھیں جھکائے عباس صاحب کی کسی بات کا جواب دے رہا تھا' مشکوٰۃ کا دل مطمئن تھا حافظ اسرار سنجیدہ مزاج اور باوقار لگ رہا تھا۔

جبکہ آشیر علوی کے بارے میں سوچتے ہی مشکوٰۃ کا دل بُرا سا ہوگیا۔ وہ شادی کی بھری تقریب میں اتنے لوگوں کی پروا کیے بغیر نگاہوں سے اس کا ایکسرے کرنے میں مگن تھا۔ عجیب بے باکی سے لبریز آنکھیں تھیں جن میں شرم و حیا عورت کے احترام کی کوئی رمق تک نہ تھی پھر ولیمے کی دن ندرت چچی اور ساویہ ہادیہ کے سامنے اس نے پھر وہی حرکت دہرائی تھی بلکہ آگے بڑھ کر ڈراپ کرنے کی آفر کی تھی گھر آکر ہنستے ہنستے بظاہر ساویہ نے آشیر کے حوالے سے اس پر چوٹ کی تھی۔ بات اتنی چھوٹی بھی نہیں تھی جتنی مشکوٰۃ سمجھ رہی تھی۔

ندا پھوپو آئی ہوئی تھیں ان کی آمد بے سبب نہیں تھی ندرت بھابی نے فون پر بتایا تھا کہ مشکوٰۃ کے لیے آشیر علوی کا پرپوزل آیا ہے۔ وہ نورافشاں سے اس کی تصدیق کرنے آئی تھیں۔ سچ تو یہی تھا کہ آشیر علوی کو شادی میں دیکھ کر بہت سی ماؤں نے دل میں خواہش کی تھی کہ وہ ان کی بیٹی کا نصیب بن جائے جب وہ ولیمے والے دن ندرت کی ٹیبل پر بیٹھ کے باتیں کررہا تھا تو ندا نے بھی دیکھا تھا۔ ندرت بھابی کی طرح انہیں بھی اچھا لگا تھا۔ ندرت بھابی نے رازدارانہ انداز میں انہیں بتایا تھا کہ شادی میں آشیر اور مشکوٰۃ کا چکر چلا تب ہی اس نے اب رشتہ بھیجا ہے ورنہ عباس بھائی حافظ اسرار کے گھر والوں کو ہاں کرچکے تھے' ندا پھپو کی تشریف آوری اسی سلسلے میں تھی۔ نورافشاں' عباس' فواد' ثمامہ سب ہی بیٹھے ہوئے تھے جب ندا نے سوال کیا۔

"بھابی میں نے سنا ہے کہ آشیر اپنی مشکوٰۃ کو پسند کرتا ہے تب ہی رشتہ بھیجا ہے۔" نورافشاں یہ افواہ پہلے سن چکی تھیں پر عباس نے یہ بات اپنی بہن کے منہ سے سنی تو ان کی حالت عجیب سی ہوگئی۔ ان سے کوئی جواب ہی نہ بن پڑا' وہ نماز پڑھنے کے بہانے اٹھ گئے' مشکوٰۃ کے کمرے کے سامنے سے گزرے تو وہ نماز پڑھ رہی تھی' ان کے دل پر جیسے منوں بوجھ آپڑا تھا۔
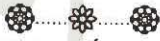
آشیر نے اتنی جلدی مچائی کہ عمر علوی کو آتے ہی بنی' افروز نگین اور چھوٹے پوتے کی وجہ سے فی الحال آ نہیں سکتی تھی پر آشیر کے تیور اور بے صبری دیکھتے ہوئے لگ رہا تھا کہ انہیں آنا ہی پڑے گا۔ یاسر نے فون پر بڑی تفصیل سے اس کی ضد اور جارحانہ رویے کا ذکر کیا تھا' جانے وہ کیوں اس طرح کررہا تھا۔ فرحان نے مشکوٰۃ کے لیے آئے پہلے پرپوزل کا بتا کر اسے بے سکون کردیا تھا' اسے ان دیکھے حافظ اسرار سے حسد محسوس ہورہا تھا۔ مشکوٰۃ کے ابو نے ابھی حافظ اسرار کے گھر والوں کو رضامندی نہیں دی تھی پر آشیر خوف کا شکار تھا۔

پپا آگئے تھے آشیر نے کھل کے کہا تھا آپ خود مشکوٰۃ کے گھر جائیں' اس کا مطالبہ ایسا ناجائز بھی نہیں تھا' سعودیہ سے آنے کے دو دن بعد عمر علوی عباس صاحب کے گھر گئے۔ اُدھر حافظ اسرار کے گھر والے ان سے پہلے وہاں موجود تھے' انہوں نے بھی اڑتی اڑتی سنی تھی کہ مشکوٰۃ کے لیے ایک اور نوجوان کا رشتہ آیا ہے اور وہ اُدھر ہی ہاں کریں گے۔ اسرار کی والدہ کو دھڑکا لگ گیا تھا اتنی اچھی لڑکی کو وہ ہاتھ سے نکلنے دینا نہیں چاہتی تھیں۔ عمر علوی مٹھائی اور پھلوں کے ٹوکروں سمیت آئے تھے' ان کے ساتھ آئے نوکر نے سارے لوازمات گاڑی سے اتار کر رکھے تھے۔

اسرار کی والدہ کا چہرہ بجھ سا گیا' نورافشاں نے انہیں کھانا

کھائے بغیر جانے نہیں دیا لیکن وہ مایوس سی تھیں آتے وقت انہوں نے پھر جواب مانگا۔ نورافشاں نے کہا کہ آخری فیصلہ ان کے مجازی خدا کا ہوگا۔ یہ بات سن کر ان کا یقین ندرت کی باتوں پر پختہ ہوگیا کہ یقیناً آشیر کا رشتہ مشکوٰۃ کی مرضی سے آیا ہے ورنہ عباس اور نورافشاں ٹال مٹول سے کام نہ لیتے۔ ندرت نے ہی انہیں اکسایا تھا کہ آپ جا کر عباس بھائی سے جواب مانگیں' ندرت کا جی نہیں چاہ رہا تھا کہ عباس حافظ اسرار کے علاوہ کسی اور کو ہاں کریں' یہاں حسد کا جذبہ ہی کارفرما تھا۔ آشیر کی فیملی حافظ اسرار کے گھر والوں سے کئی گنا اچھی تھی' ان کی خواہش تھی کہ عباس بھائی آشیر کے گھر والوں کو صاف انکار کردیں۔

سماویہ نے پورے خاندان میں یہ بات مشہور کردی تھی کہ آشیر اور مشکوٰۃ کا افیئر چل رہا ہے' مشکوٰۃ جس طرح کی لڑکی تھی اسے دیکھتے ہوئے یہ بات ناقابل یقین لگتی تھی کہ وہ بھی کسی لڑکے کے ساتھ چکر چلاسکتی ہے۔ شادی میں جن جن کزنز نے آشیر کی نگاہوں کی بے باکی نوٹ کی تھی انہیں تو اس بات پر سو فیصد یقین تھا۔

❁......❁......❁

عمر علوی کا اصرار زور پکڑتا جارہا تھا' وہ تین چار بار آچکے تھے' عباس ابھی تک تذبذب میں تھے کہ کس کو ہاں کریں کس کو ناں کریں۔ حافظ اسرار کے بارے میں انہوں نے جاننے والوں سے معلومات کروائی تھی' سب ٹھیک ہے کی رپورٹ ملی تھی' آشیر کے بارے میں نوبت ہی نہیں آئی تھی کیونکہ ان کی بیگم سمیت بہو اور بیٹے کا فیصلہ بھی آشیر کے حق میں تھا۔ ایک بیٹی وہ پہلے ہی آشیر کے خاندان میں دے چکے تھے بظاہر کوئی برائی نظر نہیں آتی تھی' آشیر کی فیملی اسرار کے مقابلے میں بہت اسٹرونگ تھی' وہ پھر بھی فیصلہ نہیں کرپارہے تھے۔

رات بھر وہ سوچتے رہے بار بار رائے بدلتے رہے' فجر کی نماز پڑھ کر خدا سے مدد طلب کی تو سکون سا آ گیا۔ وہ فیصلے پر پہنچ چکے تھے' ان کا فیصلہ حافظ اسرار کے حق تھا' بے شک آشیر علوی کی فیملی حافظ اسرار سے مضبوط اور ہر چیز میں بڑھ کر تھی' اگر وہ آشیر علوی کے لیے ہاں کرتے تو خاندان والوں کے دل میں یہ بات پختہ ہوجاتی کہ مشکوٰۃ کا واقعی آشیر علوی کے ساتھ کوئی معاملہ تھا' ایک بیٹی کا باپ ہونے کی حیثیت سے وہ اس معاملے میں اتنا پسند تھے' نہیں چاہتے تھے کوئی ایسی بات کرے۔ انہیں دو کام کرنے تھے حافظ اسرار کی والدہ کو فون کر کے ہاں کرنی تھی اور عمر علوی کو فون کر کے معذرت کرنی تھی۔

❁......❁......❁

باپ کی وفات کے بعد اب اسرار کی والدہ ہی کرتا دھرتا تھیں' عباس صاحب نے ان کا نمبر ملایا' انہوں نے خوشگوار انداز میں خیر خیریت پوچھی۔ اسرار کی والدہ کا رویہ روکھا تھا۔

''مجھے پتا ہے آپ نے کس لیے فون کیا ہے' ہمیں آپ کا فیصلہ منظور ہے اگر آپ نے عمر صاحب کو ہاں کرنی تھی تو ہمیں اتنے چکر کیوں لگوائے؟ آپ کی بیٹی آشیر کو پسند کرتی ہے' آپ ہمیں بتادیتے میں امید تو نہ رکھتی۔ خیر ہاں یا ناں کرنا آپ کا حق تھا' میں خود آپ کو فون کرنے والی تھی عباس بھائی! میں نے آپ کی بہن ندا کے گھر سے بیٹے کا رشتہ مانگا ہے' ندا بہن کو کوئی اعتراض نہیں ہے۔ ہفتہ دس دن تک بیٹے کی دھوم دھام سے منگنی بھی کروں گی' آپ سب آیئے گا۔''

اسرار کی والدہ نے انہیں کچھ کہنے کا موقعہ ہی نہیں دیا تھا۔

فون بند ہوچکا تھا' وہ تھکے تھکے انداز میں وہیں صوفے پر ڈھے گئے' ان کا سارا مان وفخر غرور مشکوٰۃ نے توڑ کر رکھ دیا تھا۔ وہ آشیر کو پسند کرتی ہے اس بات نے انہیں بہت دکھی کیا تھا' اپنی بہن ندا کے منہ سے یہ سن کر کہ لڑکا ان کی بیٹی کو پسند کرتا ہے انہیں بہت غصہ آیا تھا' آج اسرار کی والدہ نے کہا تھا کہ آپ کی بیٹی آشیر کو پسند کرتی ہے' مشکوٰۃ نے انہیں آسمان سے زمین پر لا پٹخا تھا۔ اب عزت اسی میں تھی کہ وہ عمر علوی کو ہاں کردیتے۔ انہیں دکھ اسی بات کا تھا کہ اگر مشکوٰۃ آشیر میں انٹرسٹڈ تھی تو اپنی ماں یا بھابی سے ذکر کردیتی' وہ اسرار کے گھر والوں کو اُدھر ہی جواب دے دیتے۔ دن بھر وہ اپنے کمرے میں بند رہے' دوبار ثمامہ آئی ایک بار نورافشاں دیکھ کر گئی' شام ہوچکی تھی انہوں نے ثمامہ سے کہا کہ مشکوٰۃ کو میرے پاس بھیجو۔

وہ اسی وقت چلی آئی' وہ خود پریشان تھی کہ ابو صبح سے کمرے میں بند ہیں' انہوں نے خود بلایا تو اس نے شکر کیا کہ

اسی بہانے وہ ان سے پوچھ سکتی ہے کہ آپ کمرے سے کیوں نہیں نکلے صبح سے شام ہوگئی ہے۔

"بیٹھو مشکوٰۃ!" انہوں نے صوفے کی طرف اشارہ کیا' ان کا چہرہ اضطراب اور پریشانی کی آماجگاہ بنا ہوا تھا۔

"جی ابو! خیریت ہے' آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے ناں؟" وہ پریشان نظر آرہی تھی۔

"ہونہہ......" انہوں نے ہنکارا بھرا۔

"بیٹا اس گھر میں تمہیں مجھ سے کوئی شکایت ہے تو بتاؤ' میں نے تم پر بے جا سختی کی ہو زیادتی کی ہو یا تم پر اپنا کوئی ناپسندیدہ فیصلہ مسلط کیا ہو تو بتاؤ۔" وہ بغور اس کا چہرہ جانچ رہے تھے۔

"نہیں ابو آپ کیسی بات کررہے ہیں' ایسا کچھ نہیں ہے۔" وہ تڑپ ہی تو گئی تھی۔

"بیٹا اگر ایسی بات نہیں ہے تو پھر تم نے مجھ سے نہ سہی اپنی ماں سے ذکر کردیا ہوتا' ثمامہ کو بتایا ہوتا کہ تم آشیر کے رشتے میں انٹرسٹڈ ہو۔ میں اتنا ظالم نہیں ہوں کہ اپنی اولاد کی مرضی کو مقدم نہ جانوں' خیر میں نے عمر صاحب کو ہاں کردی ہے۔ ہوسکتا ہے وہ تھوڑی دیر تک آجائیں' جا کے مہمانوں کی خاطر مدارت کی تیاری کرو۔" اس کے حواسوں پر بم گرا کے وہ کمرے سے جاچکے تھے۔ شرم' حیا اور غصے سے اس کی حالت ناگفتہ بہ تھی۔ فطری شرم وحیا کی وجہ سے وہ باپ سے یہ نہیں کہہ پائی تھی کہ ایسا کچھ نہیں ہے جو آپ سمجھ رہے ہیں۔ اپنی صفائی میں وہ ایک لفظ بھی نہیں کہہ پائی تھی۔ وہ سوچ رہی تھی کہ جب اس سے رائے لی جائے گی تو وہ حافظ اسرار کے حق میں فیصلہ دے گی' پر یہاں تو ابو اسے بتائے بغیر فیصلہ کرچکے تھے۔ شام کو آشیر کے گھر والے آرہے تھے' مشکوٰۃ کے دل میں جو قیامت بپا تھی اسے ہی پتا تھا۔

افروز بہت خوش تھی کہ آشیر کے پرپوزل پر ہاں کردی گئی ہے' نگین نے مناسب نہیں سمجھا کہ اور انہیں اپنے پاس روکے رکھے۔ عاشر نے سیٹ بک کرادی تھی۔ ائرپورٹ پر آشیر انہیں خود لینے آیا تھا' خوشی اس کے انگ انگ سے چھلک رہی تھی' کھلنڈرے اور شوخ آشیر کا یہ روپ بالکل نیا تھا۔ محبت نے اسے کتنا بدل دیا تھا' اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ خوشی اور سرمستی میں کیا کر ڈالے۔

❀......❀......❀

ندا پھوپو کی بیٹی سدرہ کی منگنی حافظ اسرار سے ہورہی تھی' یہی سدرہ اسرار کا مذاق اڑاتی تھی اس کا نام مولوی رکھ چھوڑا تھا' اب شاہانہ جوڑے میں ملبوس گردن اکڑائے سب سے مبارکبادیں وصول کررہی تھی۔ مشکوٰۃ کو دیکھ کر عورتوں نے دبی دبی آواز میں باتیں اور اشارے کرنے شروع کردیئے۔ نہ وہ بہری تھی نہ انجان' ضبط کے باوجود بھی اس کی آنکھیں چھلک پڑیں۔ ایک شخص کی وجہ سے وہ اتنی ناقابل اعتبار ہوگئی تھی۔ اسرار کی والدہ بہت خوش نظر آرہی تھیں' انہوں نے ہنستے ہنستے نور افشاں کو مبارک باد دی' ساتھ ہی طنز کا تیر بھی چلادیا۔

"آپ نے بھی بہت اچھا کیا' جوان اولاد کی مرضی کے خلاف فیصلہ نہیں کرنا چاہیے۔" مشکوٰۃ پاس ہی تھی اسے مزید یہاں بیٹھنا دوبھر ہوگیا تھا۔ اس نے شکر کیا جب امی واپسی کے لیے اٹھیں۔

❀......❀......❀

افروز بھی دھوم دھام سے منگنی کرنا چاہ رہی تھیں مگر عباس صاحب کا ارادہ براہ راست شادی کا تھا' افروز نے اپنے گھر فنکشن کیا تھا جس میں مشکوٰۃ کے گھر والوں کے علاوہ بہت سے رشتہ دار اور دوست احباب مدعو تھے' انہوں نے اپنی خوشی اس طرح پوری کرلی تھی۔ عباس نے عمر علوی سے کہا کہ آپ اب شادی کی تیاری کریں' آشیر ستائیس سال کا میچور نوجوان تھا' اپنا بزنس کررہا ہے' شادی کی ذمہ داری اٹھا سکتا ہے۔ عمر علوی بھی اسی حق میں تھے کہ شادی میں تاخیر مناسب نہیں۔

❀......❀......❀

فرحان کے ولیمے کے بعد آشیر نے مشکوٰۃ کو نہیں دیکھا' دوبارہ وہ ان کے گھر بھی گیا' ہر کوشش اور خواہش کے باوجود اس کی ایک جھلک تک نہیں دیکھ پایا۔ عباس صاحب اتنے ماڈرن نہیں تھے کہ اسے گھر بلا کر مشکوٰۃ سے ملاتے۔

رمنا کی زبانی اس کی برتھ ڈے کا پتا چلا تو اس نے خوب صورت سا کارڈ خریدا' سرخ گلاب کے پھولوں کا بکے لیا اور رمنا

کی خدمات حاصل کی وہ اور فرحان شام کو مشکوٰۃ کے گھر گئے۔
نور افشاں اور ثمامہ نے خاطر مدارت کی مشکوٰۃ نظر نہیں آ رہی تھی، ثمامہ نے بتایا کہ اس کی طبیعت ٹھیک نہیں اپنے کمرے میں ہے۔ رمنا اندر داخل ہوئی، مشکوٰۃ لیٹی ہوئی تھی۔ اسے دیکھ کر اٹھ بیٹھی۔

''ہیپی برتھ ڈے جناب!'' اس نے لگے ہاتھوں وش کیا۔
''تمہیں پتا ہے میں سالگرہ نہیں مناتی۔'' وہ نروٹھے پن سے بولی۔

''جی مجھے پتا ہے پر بہت سے لوگوں کو معلوم نہیں۔ لو یہ کارڈ اور پھول۔'' اس نے شوخی سے دونوں چیزیں اسے دیں۔ سرخ دہکتے گلابوں کا بکے بہت خوب صورت تھا' کارڈ کا ڈیزائن بہت دلکش تھا۔ مشکوٰۃ نے سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھا' جواب میں رمنا نے شوخی سے شانے اچکا دیئے۔ مشکوٰۃ نے کارڈ لفافے سے نکالا اس پر آشیر کا نام دیکھ کر پھولوں کا بکے اس نے زمین پر دے مارا۔

''اتنی جرأت اس گھٹیا شخص کی' سارے خاندان میں مجھے بدنام کر کے رکھ دیا ہے اور تم یہ اس کے دیئے لوازمات مجھے دینے چلی آئیں' مجھے تم سے یہ امید نہیں تھی۔''

مشکوٰۃ کا ری ایکشن بہت سخت تھا' رمنا دیکھتی رہ گئی۔ اس صورت حال کا اس نے تصور بھی نہیں کیا تھا۔

''آخر ہوا کیا ہے؟'' وہ سنبھل کر بولی۔
''تم کو پتا ہے کیا ہوا ہے' اس شخص نے مجھے اپنی ہی نگاہوں سے گرادیا ہے' اس کی وجہ سے خاندان میں جھوٹی سچی باتیں بنیں۔ کیا سمجھتا ہے خود کو آخر...... لوفر کہیں کا۔'' مشکوٰۃ کا لفظ لفظ نفرت میں ڈوبا ہوا تھا' رمنا اس کا منہ دیکھتی رہ گئی۔

بات ایسی تھی کہ وہ فرحان سے بھی کھل کے نہیں کہہ سکتی تھی' آخر کو مشکوٰۃ اس کی کزن تھی۔ آشیر کے ساتھ اس کا رشتہ طے ہو چکا تھا' فرحان کو وہ مشکوٰۃ کے اس انتہائی سخت ری ایکٹ کا بتاتی تو جانے وہ کیا سوچتا۔

❁......❁......❁

سدرہ اپنی منگنی کے بعد بہت خوش تھی' سدرہ اور اسرار کی شادی میں ابھی ٹائم تھا مگر آشیر نے پہلے میدان مار لیا تھا اسے ویسے بھی بہت جلدی تھی۔ مشکوٰۃ کے گھر تیاری ہو رہی تھی آشیر نے سختی سے کسی بھی قسم کے جہیز سے منع کر دیا تھا۔ اس نے کہا تھا کہ ہمارے گھر دنیا کی ہر سہولت موجود ہے' مجھے کچھ بھی نہیں چاہیے اس معاملے میں مما اور پپا مکمل طور پر اس کے ہمنوا تھے۔ انہوں نے عباس صاحب سے کہا کہ آپ ہمیں مشکوٰۃ جیسی پیاری بیٹی دے رہے ہیں' ہمیں اس کے علاوہ کچھ نہیں چاہیے۔ یہاں عباس اور نور افشاں مجبور ہو گئے تھے' نور افشاں ماں تھیں ان کا ارمان تھا کہ بیٹی کو ہر چیز اعلیٰ سے اعلیٰ دیں پر آشیر کی ضد نے انہیں وہیں روک دیا' وہ صرف مشکوٰۃ کے لیے کپڑوں کے کچھ سوٹ لے چکی تھیں' افروز بیگم نے باقی کسی بھی چیز سے منع کر دیا تھا۔

عباس صاحب نے کچھ رقم مشکوٰۃ کے اکاؤنٹ میں جمع کروادی تھی۔

❁......❁......❁

آشیر اپنے کمرے کی ڈیکوریشن از سر نو کروا رہا تھا' وہ نہیں چاہتا تھا کہ مشکوٰۃ کو اس کے پاس آ کر کسی کمی کا احساس ہو۔ انٹیریئر ڈیزائنر نے کمرے کے حساب اور کلر اسکیم کے مطابق سیٹنگ کی تھی' اب کمرا آشیر کی خواہش کے مطابق تھا۔ بس کمی تھی تو اس دلربا کے وجود کی' بس بہت جلد وہ اسے بتائے گا کہ وہ کس طرح پہلی نگاہ میں اس کے دل کے تار ہلا گئی تھی' وہ اس کے لیے کتنی خاص ہے۔ ان غصیلی نگاہوں میں جب وہ اپنے نام کے رنگ اترے دیکھے گا تو ان سب رنگوں کو اپنے دل کے نہاں خانے میں قید کر لے گا۔ وہ اسے اپنی تڑپ' بے چینی' بے قراریوں کا حال سنائے گا اسے اپنی شکست کا بتائے گا' اس کی اتنی محبت پا کر وہ کتنی خوش ہوگی۔ اپنا ہر جذبہ اپنی تمام تر محبت وہ اس کی جھولی میں ڈال دے گا۔ وہ محبتوں کے رنگوں سے اسے سرتاپا رنگ دے گا۔

❁......❁......❁

آشیر کی طرف سے مہندی لے کر سب آ چکے تھے' ساویہ نے جو اس گانے کی ٹانگ توڑی تھی' سب انجوائے کر رہے تھے' تھوڑی ہی دیر میں آشیر کی طرف سے آئی لڑکیاں بھی یہی گا رہی تھیں۔

آشیر بدنام ہوا مشی تیرے لیے
یاد کر کر کے زکام ہوا مشی تیرے لیے
کام یہ بھی کمال ہوا مشی تیرے لیے

مشکوٰۃ کے نام کو ساویہ نے مشی بنادیا تھا۔ ساویہ نے کوئی چھٹی بار اس گانے کو اسٹارٹ کیا ہی تھا کہ کسی نے کہا۔

"مشی کو اور کتنا بدنام کرنا ہے یار۔" بات مذاق میں کہی گئی تھی سامنے عورتوں کے جھرمٹ میں مشکوٰۃ بیٹھی تھی۔ اس کے چہرے پر گھونگھٹ تھا اور نہ اس کی آنکھ سے گرتے آنسو صاف نظر آتے وہ سب کچھ سن رہی تھی ساویہ شاید اس کا صبر آزما رہی تھی ایک بار پھر تان اڑائی۔

مشی بدنام ہوئی آشیر تیرے لیے

زور کا قہقہہ پڑا۔ "لو جی مشی پھر ایک بار بدنام ہوگئی ہے۔" کوئی شرارتی لڑکی بولی تھی تب مشکوٰۃ کو یوں لگا جیسے اس کا دل پھٹ جائے گا وہ صبر نہیں کر پائے گی یہاں سب کے سامنے نام لے لے کر اس کا مذاق اڑایا جارہا تھا۔ وہ آشیر کو معاف کرنے والی نہیں تھی کسی صورت بھی نہیں۔ آج اس شخص کی وجہ سے سر محفل اس کا مذاق اڑایا گیا۔ وہ کس کس کے آگے اپنی صفائی پیش کرے پہلے ہی ابو کے سامنے اس کا سر جھک گیا تھا اسے یوں لگتا جیسے ہر شخص اسے مشکوک مذاق اڑاتی نگاہوں سے دیکھ رہا ہے۔

شادی سے دو دن پہلے اسے تیز بخار ہوگیا رمنا ادھر ہی تھی ڈاکٹر سے فواد بھائی دوائی لے آئے تھے پر اس کا بخار کم نہ ہوا۔ رات بھر وہ ہذیان بکتی رہی رمنا اس کے پاس اس کے کمرے میں ہی لیٹی تھی۔ مشکوٰۃ کا بخار بہت تیز تھا جسم آگ کی طرح تپ رہا تھا اور وہ بڑبڑائے جارہی تھی۔

"تم نے مجھے بدنام کرکے رکھ دیا ہے آشیر علوی! میں تمہیں بدنام کردوں گی میں تمہیں اپنے ہاتھ سے قتل کروں گی۔" پتا نہیں وہ کیا کیا بول رہی تھی رمنا پریشانی سے اسے دیکھ رہی تھی۔

اس کے دل پر مشکوٰۃ کی حالت دیکھ کر بے پناہ بوجھ تھا دوسرے دن وہ کپڑے لینے کے لیے گھر آئی تو اس سے رہا نہیں گیا رات مشکوٰۃ کے منہ سے اس نے جو سنا فرحان کو بتادیا۔

"مجھے نہیں لگتا کہ آشیر بھائی اور مشکوٰۃ کی بن پائے گی وہ سمجھتی ہے کہ خاندان بھر میں جو باتیں ہورہی ہیں وہ آشیر کی وجہ سے ہورہی ہیں۔ وہ آشیر بھائی کو بالکل پسند نہیں کرتی نہ کوئی ایسا چکر تھا پر سب یہی سمجھتے ہیں کہ ان دونوں کا چکر تھا اور اب شادی ہورہی ہے۔"

"مجھے پتا ہے کہ مشکوٰۃ کس نیچر کی ہے آشیر کی غلطی بھی مانتا ہوں پر یہ معاملات دل کے ہیں ان پہ کسی کا زور نہیں چلتا اور تم فکر نہ کرو مشکوٰۃ کی ناپسندیدگی شادی سے پہلے تک ہی ہے اگلے دن دیکھنا سب سیٹ ہوچکا ہوگا۔ عورت مرد کی محبت کے آگے موم ہوجاتی ہے۔" فرحان کی اپنی لاجک تھی رمنا اختلاف نہیں کرسکتی تھی۔

❁ ❁ ❁

آشیر کا کمرا خوب صورتی سے ڈیکوریٹ کیا گیا تھا اور جابجا سرخ گلاب نظر آرہے تھے۔ دہلیز پر پاؤں دھرتے ہی سرخ گلابوں نے اسے خوش آمدید کہا تھا۔

مشکوٰۃ نے تکیے پر بکھرے پھولوں میں سے ایک اٹھایا اسے سونگھا پھر مسل کر فضا میں اچھال دیا اسے بڑی شدت سے احساس ہورہا تھا کہ اس کمرے میں کوئی چیز بھی اس کی اپنی نہیں ہے سب پرایا ہے کسی اور کا ہے کیونکہ آشیر نے ہر قسم کے جہیز سے منع جو کردیا تھا۔

یہاں پڑی ایک ایک چیز کا مالک کوئی اور تھا اور وہ خود بھی اب آشیر علوی کی ملکیت ہوگئی ہے پر نہیں وہ خود کو ہرگز اس کی جاگیر یا ملکیت نہیں بننے دے گی اب وہ پہلے والی نرم و نازک سلجھی ہوئی مشکوٰۃ نہیں ہے جسے آشیر علوی نے پہلی بار دیکھا تھا یہ تو بدنامی اور توہین کے احساس سے ڈسی ہوئی مشکوٰۃ ہے آئینے میں اپنے عکس کو دیکھتے ہوئے اس کے لبوں کا تلخ مسکراہٹ نے احاطہ کیا تھا۔

دن بھر بیٹھ بیٹھ کر اس کی گردن اور کمر جیسے اکڑ کر رہ گئی تھی نگین بھابی نے اس کے عام استعمال کے کپڑے ڈریسنگ روم میں لٹکا دیئے تھے مشکوٰۃ سادہ سے کپڑوں کی تلاش میں نظر دوڑا رہی تھی عین سامنے ہینگر پر پنک کلر کی انتہائی نفیس و ریشمی نائٹی لٹکی ہوئی تھی مشکوٰۃ کے چہرے کے تاثرات اس

وقت بہت خوفناک ہو رہے تھے۔

''آشیر علوی! تمہارے تو میں سارے ارمان ایک ایک کر کے خاک میں ملاؤں گی۔''

آج کچھ گھنٹے قبل جب اس کی رخصتی ہوئی تھی تو سب گھر والے اس سے مل کے روئے تھے پر ابوا سے گلے لگاتے ہی دور ہٹ گئے تھے یوں لگ رہا تھا ان میں پہلے والی محبت و شفقت مفقود ہے فواد بھائی اور تایا ابو نے اسے تھام کر گاڑی میں بٹھایا تھا' عباس صاحب پیٹھ موڑے اپنے آنسو خشک کررہے تھے۔

❁ ❁ ❁

دروازہ کھلتے ہی قدموں کی چاپ ابھری' پرفیوم اور کلون کی ملی جلی مہک بھی اب گلاب کے پھولوں کی خوشبو کے ساتھ شامل ہوگئی تھی' مشکوٰۃ تکیے کے سہارے بیٹھی ہوئی تھی' دوپٹہ اس کے چہرے سے ہٹا ہوا تھا آج کوئی آڑ اور پردہ اس کے اور آشیر کے درمیان نہیں تھا۔

وہ دھیرے سے اس کے قریب جا کر بیٹھا تھا' مشکوٰۃ کی گردن اوپر اٹھی ہوئی تھی اور آنکھیں آشیر پر مرکوز تھیں' یہ آنکھیں اور یہ دیکھنے کا انداز ہرگز ایک نئی نویلی شرمائی ہوئی دلہن کا نہیں تھا' اس کے آنے پر بھی وہ اس طرح بیٹھی رہی۔

''السلام علیکم!'' آشیر کی آواز میں وارفتگی اور بے پناہ خوشیوں کی چہکار تھی' جواب میں مشکوٰۃ کے لب باہم پیوست ہی رہے۔

آشیر اس کے بہت قریب تھا' آج نہ تو کوئی اسکارف مشکوٰۃ کے سر پر تھا اور نہ کسی دوپٹے نے اس کے وجود کو ڈھانپ رکھا تھا جو اس کے جوبن کی خوب صورتی چھپ جاتی۔ آج تو وہ اس کے بائیں ہاتھ کی انگلی میں سجی سرخ نگ والی انگوٹھی کو بھی چھو سکتا تھا۔ مشکوٰۃ کے عروسی ہوشربا وجود کی ساری خوب صورتیاں ہی تو سامنے تھیں۔

''سلام کا جواب تو دے دیں۔'' آشیر کی کھنکتی آواز شرارت سے ابھری تب مشکوٰۃ کے ساکت وجود میں ہلچل مچی۔

''میں تمہیں سلامتی کی دعا نہیں دے سکتی کیونکہ میں کبھی بھی نہیں چاہوں گی کہ تم جیسے لوگ سلامت رہیں' تم جیسے ہوس کے اسیر کے لیے میرے دل سے بددعا ہی نکلتی ہے۔ اپنی گندی نگاہوں سے تم نے مجھے آلودہ کردیا' میں پورے خاندان میں بدنام ہوگئی ہوں' عزت نفس اور انا ہی تو میرا اثاثہ تھی' وہ بھی تم نے چھین لیا۔ تم کیا سمجھتے ہو مجھے حاصل کر کے میری محبت بھی حاصل کرلو گے' تو ایسا کبھی نہیں ہوگا یہ تمہاری بھول ہے۔'' آشیر تو جیسے شاک کی حالت میں تھا وہ کیا کچھ کہہ رہی تھی' اس کے کان سائیں سائیں کررہے تھے۔

''مشکوٰۃ ایسا کچھ نہیں ہے آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے' میں نے آپ سے محبت کی ہے آپ کی روح سے محبت کی ہے۔'' بہت دیر بعد وہ بولنے کے قابل ہوا تھا۔

''محبت روح سے' بہت خوب...... اپنی جسمانی ہوس کو تم نے روح سے محبت کا نام دے دیا' تمہیں اگر میری روح سے اتنی محبت تھی تو شادی کرنے کی کیا ضرورت تھی' کیوں مجھ سے نکاح کیا' تمہیں تو میری روح سے محبت تھی ناں' کرتے رہتے روح سے محبت۔ میرے ابو اسرار کی فیملی کو ہاں کرنے لگے تھے تم نے درمیان میں آ کر مجھے ان کی نگاہوں سے بھی گرادیا۔ تم کلام پاک پر ہاتھ رکھ کر قسم کھا سکتے ہو کہ تمہیں میری روح سے محبت ہے؟ نہیں' اپنی ہوس کو چھپانے کے لیے تم نے خوب صورت جملہ گھڑا ہے' اسے محبت کا نام نہ دو۔'' مشکوٰۃ کا لفظ لفظ زہر میں ڈوبا ہوا تھا' یہ زہریلے الفاظ اس کے نرم و نازک احمریں لبوں سے ادا ہو رہے تھے' انہی ہونٹوں سے جن کی نرماہٹ کو وہ کچھ دیر پہلے محسوس کرنا چاہ رہا تھا۔

''مجھے بتاؤ محبت اور ہوس میں کیا فرق ہے؟ پر تم جیسے لوگوں کو کیا پتا ہوگا اس فرق کا' تم مرد ہو مجھ سے طاقتور ہو' میں ایک کمزور سی لڑکی ہوں تم کھلونے کی طرح مجھ سے کھیلو گے میں کچھ نہیں کرپاؤں گی' زیادہ سے زیادہ یہ ہوگا کہ مزاحمت کروں گی۔ تم میری مزاحمت کا گلا گھونٹ دو گے' میں ذہنی طور پر اپنی شکست تسلیم کرچکی ہوں' میں کوئی احتجاج نہیں کروں گی کیونکہ مجھے پتا ہے جیت تمہاری ہی ہوگی ہوس کی ہی ہوگی۔ یہ صبح تمہاری فتح کے ساتھ طلوع ہوگی۔'' بولتے بولتے مشکوٰۃ کا سانس پھول چکا تھا یکدم ہی وہ خود کو انتہائی کمزور محسوس کرنے لگی تھی۔ وہ اسی پوزیشن میں تھی آشیر جہاں

بیٹھا تھا اٹھ کھڑا ہوا۔

''مشکوٰۃ آپ چینج کر کے ریسٹ کریں۔'' وہ بے تاثر لہجے میں بولتا ٹیرس میں جا کھڑا ہوا۔

''آشیر علوی! یہ بھی تمہاری چال ہے۔'' وہ اب بھی زہر خند تھی۔

دونوں بازو سامنے دیوار پر ٹکائے وہ آگے کی طرف جھکا ہوا تھا' نیچے لان اور گیٹ کے سامنے اسٹریٹ لائٹ جل رہی تھی' سارا ہنگامہ اور شور دم توڑ چکا تھا۔ دائیں پاکٹ میں سے آشیر نے سگریٹ کا پیکٹ نکال کر ایک سگریٹ سلگائی۔ یاسر اور عاشر بھائی سمیت پپا بھی اسموکنگ نہیں کرتے تھے' اسے یہ لت کالج کے آخری سال میں لگی تھی' اب کوشش کے باوجود بھی وہ اس سے پیچھا نہیں چھڑا سکتا تھا۔ پریشانی اور اضطراب میں اس نے اکٹھے کئی سگریٹ پھونک ڈالے پر سکون تھا کہ پھر بھی نہیں مل رہا تھا۔ اپنی محبت' اپنی چاہت اپنی آرزو کو کتنی دھوم دھام سے اسے اپنے گھر لایا تھا' اس کے جملہ حقوق آشیر کے نام محفوظ ہو چکے تھے' وہ اس کی بن گئی تھی۔

''تو یہ تھا اس محبت کا انجام آشیر علوی!'' کوئی اس کے اندر بولا تھا۔

❀......❀......❀

رات کے زخم ابھی ہرے تھے جب ہی صبح نگین بھابی نے دروازہ بجایا تو وہ بمشکل اپنی سرخ سرخ آنکھیں کھول پایا' صبح صادق کے قریب وہ آ کر صوفے پر لیٹا تھا' اب ساڑھے نو بج رہے تھے۔ مشکوٰۃ نے ہی اٹھ کے دروازہ کھولا' وہ باتھ روم میں بند ہو گیا نہیں چاہتا تھا کہ نگین بھابی رات کی تحریر اس کی آنکھوں میں پڑھ لیں۔

''بھئی ناشتے پر آپ دونوں کا انتظار ہو رہا ہے' تیار ہو کر فوراً آؤ۔'' نگین بھابی وہیں سے پلٹ گئیں' مشکوٰۃ بیڈ کے کنارے ٹک گئی' نیا گھر نئے مکین تھے اسے اجنبیت سی ہو رہی تھی۔ آشیر کب کمرے میں آیا' کب سویا اسے کچھ خبر نہیں تھی اسے پتا تھا آشیر علوی اسے متاثر کرنے کے لیے خود سے پیش قدمی نہیں کر رہا ہے اور یہ تو طے تھا کہ وہ اس سے متاثر ہونے والی نہیں تھی۔

آشیر نہا کر باتھ روم سے نکلا' بال بنائے عادت کے مطابق پرفیوم اور کلون لگایا' وہ اب کل والا آشیر ہی نظر آ رہا تھا مضبوط اور گہرا۔

''آئیں مشکوٰۃ! ناشتے کے لیے نیچے چلتے ہیں۔'' عمارہ بھابی مشکوٰۃ کو ناشتے کے لیے لے جانے آئیں' مشکوٰۃ کو قدرے سکون کا احساس ہوا۔

نیچے ڈائننگ ہال میں انہی کا انتظار ہو رہا تھا' افروز نے کھڑے ہو کر مشکوٰۃ کا ماتھا چوما اور اسے اپنے پاس ہی کرسی پر بٹھا لیا۔ سب ہی مشکوٰۃ کا حال احوال دریافت کر رہے تھے' ہر ایک کے انداز میں اپنائیت و گرمجوشی تھی۔ اتنی پذیرائی کا اس نے تصور نہیں کیا تھا' افروز آنٹی اور عمر انکل اسے محبت کرنے والے سادہ دل والے لگے تھے۔ عاشر اور یاسر بھائی کے انداز سے لگ رہا تھا جیسے مشکوٰۃ برسوں سے اسی گھر میں رہتی آ رہی ہے' اپنے رویئے سے انہوں نے اجنبیت کی دیواریں گرا دی تھیں۔

''اب اس گھر کو اپنا ہی سمجھو' کسی بھی چیز کی ضرورت ہو تو مجھ سے کہو۔ عمارہ اور نگین کی طرح اب تم بھی ہماری بیٹی ہو۔'' عمر انکل بالکل ابو کی طرح بول رہے تھے اس کی اجنبیت آہستہ آہستہ ختم ہو رہی تھی' اس میں سارا کمال عمر انکل اور افروز آنٹی کی محبت کا تھا۔

ناشتے کے بعد کافی دیر وہ دونوں اس کے پاس بیٹھے رہے' شام میں ولیمہ تھا نگین بھابی نے کہا۔

''تھوڑی دیر آرام کر لو۔''

''نہیں میں ادھر ٹھیک ہوں۔'' اس نے سہولت سے منع کر دیا اتنے میں رمنا اور فرحان بھائی چلے آئے۔

افروز آنٹی مہمان عورتوں کے پاس تھیں' رمنا مشکوٰۃ کے پاس بیٹھ گئی۔ وہ بغور اس کا چہرہ جانچ رہی تھی۔ مشکوٰۃ بہت سنجیدہ لگ رہی تھی' رمنا کو ہمت ہی نہیں ہوئی کچھ پوچھنے کی' آشیر البتہ ہشاش بشاش اور پُرسکون نظر آ رہا تھا' اسے قدرے ڈھارس سی ہوئی۔

ولیمے کی تقریب سے پہلے مشکوٰۃ کے گھر والے آ گئے' وہ پارلر سے تیار ہو کر آ چکی تھی' سب سے یوں ملی جیسے صدیوں بعد ملی ہو۔ عباس صاحب نے لمبے چوڑے آشیر کو خود سے لپٹا لیا' اب وہ ان کا داماد تھا' وہ سب سے عزت و گرمجوشی سے ملا'

عباس نے مشکوٰۃ کا چہرا دیکھا وہ قدرے اداس نظر آرہی تھی شاید اپنے سب گھر والوں کو درمیان پا کر گزرا وقت یاد آ گیا تھا جو وہ یوں اداس سی تھی۔

ولیمے کے بعد جونہی مہمان رخصت ہوئے آشیر کچھ دوستوں کے ساتھ باہر نکل گیا‘ مشکوٰۃ تھکی ہوئی تھی رات بھی کافی ہو چکی تھی اسے آشیر کی طرف سے خوف بھی تھا‘ ذہنی طور پر وہ ہار مان چکی تھی پر ہتھیار پھینکنا نہیں چاہتی تھی۔ وہ جلد ہی لوٹ آیا‘ تب تک وہ بھاری بھرکم کپڑوں سے جان چھڑا چکی تھی۔

آشیر صوفے پر بیٹھا شوز اتار رہا تھا‘ پھر کوٹ اتار کے صوفے پر بے پروائی سے ڈالا‘ اس کے بعد ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کی بے شک مشکوٰۃ آنے والے لمحات سے شکست مان چکی تھی پر اب اسے خوف محسوس ہو رہا تھا‘ آشیر کے چہرے پر غصہ تھا اور آنکھوں میں سرخی تھی‘ وہ اسی حال میں اٹھ کر باتھ روم میں بند ہو گیا۔ کچھ دیر بعد وہ اسی کی طرف آ رہا تھا اس کا دل بہت ہی تیزی سے دھڑکنے لگا‘ کہیں جائے فرار نہیں تھی۔

”میں ساتھ والے روم میں سونے جا رہا ہوں‘ مین ڈور میں نے لاک کر دیا ہے‘ صبح آپ جب اٹھیں تو میرا دروازہ ناک کر دیجیے گا‘ میرا خیال ہے آپ بہت سمجھ دار ہیں‘ میں جو کہہ رہا ہوں آپ اچھی طرح جان گئی ہوں گی۔“ خوف کا طلسم چھناکے سے ٹوٹا تھا‘ وہ جا چکا تھا مشکوٰۃ کے سینے سے اطمینان بھری سانس خارج ہوئی۔

”ہونہہ! ہیرو بننے کی ناکام کوشش۔“ ایک بار پھر اسے سوچتے ہوئے وہ زہر آلود ہو رہی تھی‘ اٹھ کر اپنا دروازہ اس نے اندر سے لاک کیا۔

یہ گھر ڈبل اسٹوری تھا‘ آشیر اوپر والے پورشن میں تھا‘ شروع سے ہی وہ ادھر سوتا تھا‘ اب تو اوپر رہنے کی عادت پڑ گئی تھی‘ اوپر تین بیڈ رومز کے ساتھ ایک ماسٹر بیڈ روم بھی تھا اور گیسٹ روم اس کے علاوہ تھا وہ ماسٹر بیڈ روم میں سویا تھا ادھر ڈسٹرب کرنے والا کوئی نہیں تھا اس پورشن کا داخلی دروازہ سیڑھیوں کے اختتام پر تھا وہ اس نے سونے سے پہلے لاک کر دیا تھا‘ نہیں چاہتا تھا کہ اتنی جلدی یہ تماشہ سب پر عیاں ہو جائے اپنی عزت نفس اور انا اسے بھی تو عزیز تھی۔

مشکوٰۃ نے اسے ہوس کا اسیر اور غلام کہا تھا‘ اس کے سارے نرم و کومل جذبے اپنی موت آپ مر گئے تھے اب تو دور دور تک ویرانی تھی اور ابھی جب وہ اس کے قریب رکا تھا تو اس کے تاثرات میں کتنی بے یقینی تھی‘ وہ اپنی ہی نگاہوں میں گر سا گیا تھا۔ مشکوٰۃ اسے اتنا ناقابل اعتبار تصور کر رہی تھی کسی ڈاکو اور لٹیرے کی طرح وہ اس پر شب خون مارے گا۔

❁……❁……❁

شادی کے بعد اس کی سب سے پہلی دعوت اویس نے کی تھی اس نے سرینہ ہوٹل میں ان دونوں کے لیے پہلے سے ٹیبل ریزرو کرائی تھی‘ مشکوٰۃ کی شادی کے کپڑے سب ہی بہت نفیس اور کامدار تھے‘ شادی سے پہلے وہ سادہ حلیے میں رہتی تھی‘ ریشمی کپڑے بہت کم پہنتی تھی مگر نگین اور عمارہ نے اس کے لیے ایک سے ایک سوٹ خریدا تھا‘ پہلے وہ میک اپ بھی نہ ہونے کے برابر کرتی تھی اب روز نک سک سے تیار ہوتی تو افروز بیگم نہال ہو جاتیں۔

عمارہ بھابی نے دعوت پر جانے کے لیے اس کا جو سوٹ نکالا تھا وہ کاپر اور اسکن کلر میں تھا‘ آشیر نے خود لیا تھا خالصتاً اس کی چوائس تھی‘ نگین بھابی نے ناں ناں کرنے کے باوجود اس کا میک اپ بھی کر دیا‘ وہ بہت ہوا تو لپ اسٹک لگا لیتی تھی۔

”اتنا خوب صورت سوٹ ہے‘ جیولری ہے‘ میک اپ میں اچھی لگو گی‘ یہی دن ہیں فرصت کے بعد میں چیاؤں پیاؤں گود میں آئیں گے تو انہی کے پیچھے بھاگتی رہو گی۔“ نگین بھابی نے چھیڑا تو اس کے رخسار تپ گئے آشیر بھی قریب بیٹھا مشکوٰۃ کی تیاری کے انتظار میں تھا‘ اس نے تو بھابی کے مذاق کو بہت انجوائے کیا پر مشکوٰۃ سے اداکاری نہیں ہو پا رہی تھی‘ اس نے شکر کیا جب بھابی میک اپ کے لوازمات اٹھا کر گئیں۔

افروز آنٹی گاڑی تک مشکوٰۃ کو چھوڑنے آئیں۔

اویس انہی کے انتظار میں تھا‘ اس نے خوشدلی سے مشکوٰۃ سے دعا سلام کی‘ ہلکی پھلکی گپ شپ ہو رہی تھی۔

”بھابی یقین کریں جب اس نے کہا کہ مجھے محبت ہو گئی ہے تو ہم فرینڈز میں سے کسی کو بھی اس کی بات کا یقین نہیں

تھا کیونکہ یہ ہر لڑکی کو عام سی ہے‘ کچھ خاص نہیں ہے اس میں‘ کہہ کر اگنور کردیتا۔ ہم اس کے گھر گئے جناب بیمار ہو کے پڑے ہوئے تھے‘ وہیں سے پتا چلا کہ آپ کے شوہر نامدار کو محبت ہوگئی ہے۔ بھابی واقعی آپ بہت خاص ہیں‘ جب تک آپ کو دیکھا نہیں تھا کچھ رائے نہیں تھی کیونکہ میں یہی سمجھتا رہا کہ آشیر کی محبت اس کی فرینڈز کی طرح ہی ہوگی لیکن اب میں کہہ سکتا ہوں کہ آپ ایسی ہیں جیسی آشیر کہتا ہے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ہیں۔‘‘

اویس شروع ہوا تو بولتا گیا‘ آشیر پریشانی سے اسے دیکھ رہا تھا وہ اس کے راز بتا رہا تھا‘ مشکوٰۃ پہلے ہی اس کے بارے میں اتنی بُری رائے رکھتی ہے‘ پتا نہیں اب کیا سوچے گی‘ وہ ندامت سے عرق آلود ہو رہا تھا۔ لائف پہلے ہی مشکل تھی یہ اویس گھامڑ اسے مشکل ترین بنانے پر تُلا ہوا تھا‘ کاش وہ اویس کا منہ اور فرآٹے بھرتی زبان بند کرسکتا۔

’’اب ذرا کس کے رکھیے گا کیونکہ ان کی فرینڈز ان کی شادی کے بعد کافی غم زدہ ہیں۔‘‘ اویس نے اپنے تئیں بہت خلوص سے مشورہ دیا تھا‘ مشکوٰۃ بہت دلچسپی سے سن رہی تھی‘ اویس نے جانے کب کب کے بدلے چکائے تھے۔

’’سویٹ ہارٹ اس کی باتوں پر یقین کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔‘‘ آشیر مشکوٰۃ کے ساتھ ہی بیٹھا تھا‘ اس کی طرف جھک کر پیار سے کہتے ہوئے جانے اس نے اویس کو کیا جتانے کی کوشش کی تھی۔ شاید یہی کہ وہ اس پر اعتبار کرتی ہے وہ جس طرح تیزی سے پیچھے ہوئی صد شکر کہ اویس نے نہیں دیکھا ورنہ ابھی اس کی ساری محبت کا بھرم کھل جاتا۔

وہ کتنی روکھی اور سرد تھی‘ لوگوں کے سامنے ذرا دیر کو ہی سہی اس کا مان تو رکھتی‘ اویس کے سامنے وہ ہنستا مسکراتا رہا‘ پر جونہی اجازت لے کر کھانے کے بعد وہ اپنی گاڑی تک پہنچا اس کے تاثرات بھی سخت ہوچکے تھے۔ پارکنگ لاٹ سے اس نے تیزی سے گاڑی نکالی اور روڈ پر آتے ہی گاڑی چلانے کے ساتھ ہی سگریٹ سلگالیا۔

’’مشکوٰۃ! مجھے پتا ہے آپ کے دل میں میرے لیے رتی بھر بھی جگہ نہیں ہے لیکن یہ بات آپ سب کے سامنے اپنے رویئے سے ظاہر کریں میں کبھی بھی برداشت نہیں کروں گا۔ ہم دونوں عزت دار گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں‘ آپ کبھی بھی نہیں چاہیں گی کہ آپ کے گھرانے کی عزت پر حرف آئے سو آئندہ خیال رکھیے گا‘ دکھاوے کے لیے ہی سہی میرا ساتھ دیں‘ آخر میں بھی تو بھرم نبھا رہا ہوں۔‘‘ وہ سگریٹ کا ایک طویل کش لیتے ہوئے بولا۔

انجانے میں خاندان اور عزت کی بات کرکے آشیر نے اس کی دکھتی رگ پر انگلی رکھی تھی اور یہ اس کا کمزور پہلو تھا۔ باقی کا سفر خاموشی میں طے ہوا آشیر پھر کچھ نہیں بولا۔

❀ ❀ ❀

شادی کے بعد دعوتیں نمٹاتے ہوئے مہینہ تو گزر ہی چکا تھا‘ ہر روز ہی وہ کہیں نہ کہیں انوائٹ ہوتے‘ آخری دعوت فائقہ اور رومیل نے دی تھی۔

آشیر کی شادی سے پہلے فائقہ اسے پسند کرتی تھی دل سے چاہتی تھی کہ آشیر اس کا ہوجائے پر بات ایک حد سے آگے نہیں بڑھی تھی اس کے منہ سے محبت کا اظہار سن کر وہ بہت ہنسا تھا تب وہ وہیں چپ ہوگئی تھی۔ آشیر کی شادی کے بعد اب رومیل اسی کے ساتھ نظر آتی تھی۔ وہ دونوں مشترکہ طور پر اسے انوائٹ کررہے تھے فائقہ کے بارے میں آشیر کی فیملی کو پتا تھا اس نے فون کرکے افروز آنٹی سے بات کی تھی اور دعوت کا بھی اس نے اِن ڈائریکٹ پہلے ان سے کہا بعد میں آشیر سے بات کی تھی۔ اگر وہ مما سے بات نہ کرچکی ہوتی تو وہ یہ دعوت قبول نہیں کرتا۔ فائقہ کی اپنے بارے میں پسندیدگی سے وہ اچھی طرح آگاہ تھا۔

وہ دیکھنا چاہتی تھی کہ آشیر کی محبت کیسی ہے ساتھ ہی وہ اسے جلانا بھی چاہتی تھی رومیل اس کے ساتھ ہوتا وہ اسے بتاتی کہ مجھے ایک اور قدر دان مل گیا ہے۔

❀ ❀ ❀

عین وقت پر رومیل کو کوئی ایمرجنسی پیش آگئی تھی سو فائقہ نے ان کا استقبال اکیلے ہی کیا۔ فائقہ کی مما کی بہت پہلے وفات پاچکیں تھی‘ ڈیڈی نے دوسری شادی کرلی تھی‘ اپنے بزنس کی وجہ سے وہ ملک بھر میں گھومتے رہتے تھے‘ ان کی

دوسری بیوی بھی بزنس وومن تھی وہ ان کے ساتھ ہی ہوتی۔ فائقہ اکثر و بیشتر اکیلی ہی رہتی' بزنس فیملی سے تعلق رکھنے کی وجہ سے اس کی لڑکوں سے دوستی بھی تھی جو ان کے ہاں کوئی ایسی معیوب بات نہیں تھی۔ آشیر سے اس کی ملاقات اتفاقیہ طور پر ہی اس کے آفس میں ہوئی تھی' فائقہ کو وہ اچھا لگنے لگا پھر جوں جوں وہ اس سے واقف ہوتی گئی یہ پسندیدگی محبت میں بدل گئی کیونکہ وہ ایک حد سے زیادہ آگے نہیں بڑھتا تھا اور فائقہ یہ حد توڑ کر اس کے قریب ہونا چاہتی تھی' آشیر نے نوبت ہی نہیں آنے دی اور شادی کرلی۔

فائقہ نے دوستوں کی زبانی سنا تھا کہ بڑی زبردست محبت کے بعد شادی ہوئی ہے' فائقہ اس خوش نصیب لڑکی کو دیکھنا چاہتی تھی آشیر کی محبت جس کا نصیب بنی تھی۔

❀ ❀ ❀

گاڑی کا ہارن سنتے ہی فائقہ خود خوش آمدید کہنے کے لیے باہر آئی' وہ اپنے بے پرواحلیے میں تھی ٹراؤزر کے اوپر سلیولیس ٹاپ جس کے گہرے گلے سے گردن میں جھولتا وہ پینڈینٹ پہلی نگاہ میں ہی توجہ مبذول کرواتا تھا۔ سنہرے اسٹیپ میں کٹے بال جو بے پروائی سے کندھے پر پڑے تھے۔ آشیر کے ساتھ اس نے پرانے انداز میں گرمجوشی سے مصافحہ کیا اور مشکوٰۃ سے گلے ملی۔ وہ غور سے مشکوٰۃ کو دیکھ رہی تھی' آشیر کی وائف تو بہت سادہ سی تھی پہلی نظر میں تو اسے اچھی خاصی مایوسی ہوئی وہ تو سمجھ رہی تھی کہ آشیر نے کسی دھانسو اپ ٹو ڈیٹ قسم کی لڑکی سے شادی کی ہوگی پر یہاں تو صورتحال ہی اور تھی' آشیر کی وائف نے اسکارف سے سر ڈھانپ رکھا تھا' پوری آستین کی شرٹ پہنی تھی اور سلیقے سے دوپٹہ اوڑھا ہوا تھا' آشیر مشکوٰۃ کو سمجھا کے لایا تھا' اس لیے وہ خوش اخلاقی کا مظاہرہ کررہی تھی۔

''اچھا آشیر! مجھے یہ بتاؤ کہ تمہیں ''مشی'' سے کب محبت ہوئی؟'' اتنا دیر سے دل میں مچلتا سوال وہ لبوں تک لے ہی آئی۔

''چار ماہ دس دن پہلے۔'' آشیر نے جھٹ جواب دیا۔

''بہت محبت کرتے ہو مشی سے؟'' فائقہ لہجے میں در آنے والی حسرت کو چھپانے میں ناکام ہورہی تھی۔

''آف کورس۔'' آشیر نے اپنا بازو مشکوٰۃ کے کندھے پر پھیلاتے ہوئے اسے لمحہ بھر کے لیے اپنے قریب کیا تھا۔ آشیر کا یہ ایکشن اتنا غیر متوقع تھا کہ مشکوٰۃ کو کچھ کہنے یا ناگواری دکھانے کا موقع ہی نہیں ملا۔

''اچھا تمہیں مشکوٰۃ کی کس چیز یا بات نے متاثر کیا؟''

''میری وائف میں متاثر کرنے والی بہت سی چیزیں ہیں مگر اسے پتا ہے کہ ایک لڑکی جس نے کل کو کسی کی بیوی بھی بننا ہے اسے کس طرح رہنا چاہیے۔''

(اداکار کہیں کا دوغلا منافق) مشکوٰۃ جی ہی جی میں جل بھن سی گئی۔

وہ جلد از جلد یہاں سے نکلنا چاہتی تھی جبکہ فائقہ بڑی فرصت میں بیٹھی تھی' باتوں کے دوران وہ بڑی بے تکلفی سے آشیر کا ہاتھ پکڑ لیتی اس کے کندھے پر دھپ رسید کرتی۔ وہ صوفے پر آشیر کے بالکل قریب بیٹھی تھی' وہ ایسی ہی بے تکلف تھی۔ آشیر نے آج کوئی پروا نہیں کی تھی' واپسی پر وہ دونوں کو گیٹ تک چھوڑنے آئی۔

❀ ❀ ❀

واپسی پر اس کا سامنا سب سے پہلے عمارہ بھابی سے ہوا انہوں نے چھوٹتے ہی پوچھا۔

''فائقہ کیسی لگی تمہیں؟''

''اچھی ہے بس بولڈ بہت زیادہ ہے۔'' اس نے سچائی سے اپنے خیالات کو بیان کیا۔

''ہاں یہ تو ٹھیک کہہ رہی ہو تم۔'' انہوں نے ہاں میں ہاں ملائی۔ اتنے میں آشیر بھی گاڑی لاک کرکے ادھر آگیا۔ نگین بھابی اور عاشر بھائی پرسوں دوبارہ سعودیہ واپس جارہے تھے' وہ ان کے پاس بیٹھ گیا۔ کافی دیر گپ شپ ہوتی رہی' وہ جب سونے کے لیے اوپر گیا تب مشکوٰۃ نیچے ہی تھی وہ اس کے بعد اوپر آئی اور سیڑھیوں کا داخلی دروازہ لاک کرنا بھول گئی۔ دیر سے سوئی تھی آنکھ بھی دیر سے کھلی' وہ بھی دروازہ ناک کرنے پر۔ مندی مندی آنکھوں سے اس نے وال کلاک کی طرف دیکھا جو ساڑھے دس کا ٹائم بتارہا تھا' اتنی دیر وہ کبھی نہیں سوئی

تھی۔ صبح فجر کی نماز کے وقت مشکل سے آنکھ کھلی تھی نماز پڑھ کر وہ پھر سوگئی تھی باہر دروازے پر افروز آنٹی تھیں وہ شرمندہ سی تھی۔

''بیٹا آشیر کو جگاؤ' نیچے فرحان آیا ہے' رات آشیر کا سیل نیچے ہی رہ گیا' فرحان فون کرتا رہا اب خود آیا بیٹھا ہے کوئی کام ہے شاید۔'' بات کرتے کرتے افروز کی نگاہ اندر کمرے کی طرف چلی گئی' وہ اس زاویئے سے کھڑی تھیں کہ بیڈ انہیں صاف نظر آرہا تھا اور آشیر کہیں نہیں تھا۔

''آشیر کہاں ہے' باتھ روم میں ہے؟'' انہوں نے پوچھا تو مشکوٰۃ گڑبڑا گئی۔

''ہاں ہاں..... نن..... نہیں.....'' مشکوٰۃ کی گھبراہٹ انہیں پریشانی میں ڈال گئی' وہ اندر آ گئیں۔ باتھ روم کا دروازہ کھولا' اندر کوئی بھی نہیں تھا۔

''آشیر کہاں ہے؟'' ان کی جانچتی نگاہ مشکوٰۃ پر جمی تھی' اس سے کوئی جواب نہیں بن پا رہا تھا اتنے میں آشیر خود ہی بیدار ہو کر ادھر چلا آیا' افروز کا ماتھا ٹھنکا' تھوڑی دیر بعد انہوں نے ماسٹر بیڈ روم میں جھانک کر تصدیق بھی کرلی کہ آشیر نے رات یہیں گزاری تھی' ابھی سوال جواب کا وقت نہیں تھا اس کام کو انہوں نے بعد کے لیے اٹھا رکھا کیونکہ ابھی فرحان آیا ہوا تھا۔

آشیر شام کو واپس آیا تو اس کی جواب طلبی ہوئی' وہ سمجھ گیا کہ اس کا راز کھل گیا ہے۔ یہ سب مشکوٰۃ کی بے وقوفی کی وجہ سے ہوا تھا' مشکوٰۃ پہلے سے سر جھکائے ان کے پاس بیٹھی تھی۔

''تم الگ بیڈ روم میں کیوں سو رہے تھے..... ایسا کب سے ہو رہا ہے؟''

''مما میں رات کو ہی ادھر سویا تھا۔'' اس نے صفائی سے جھوٹ بولا۔

''کیوں سوئے تھے ادھر؟''

''اصل میں مما اس کی طبیعت خراب تھی اس لیے میں ماسٹر بیڈ روم میں سوگیا تھا۔'' وہ جیسے سب کچھ سمجھ گئی تھیں آشیر کی بے صبری سامنے تھی یقیناً مشکوٰۃ خفا ہوئی ہوگی جس کے بعد دونوں کی لڑائی ہوئی ہوگی اور آشیر الگ کمرے میں جا کر سوگیا ہوگا۔ انہوں نے کڑی سے کڑی جوڑی اور مطمئن ہوگئیں۔

''اتنے چھوٹی چھوٹی باتوں پر خفا نہیں ہوتے۔'' اس کے علاوہ وہ آشیر سے اور کیا کہتی پر مشکوٰۃ کا شرمندگی سے برا حال تھا۔

آشیر اسی وقت اوپر گیا اور پھر سے اپنی چیزیں پرانے بیڈ روم میں منتقل کیں وہ نہیں چاہتا تھا مما پر اس کا جھوٹ کھلے۔

رات مشکوٰۃ اوپر آئی تو آشیر بیڈ پر دراز ٹی وی دیکھ رہا تھا۔

''میں کوئی رسک نہیں لے سکتا آپ نے مما کا رویہ ملاحظہ کیا ہوگا' آج انہوں نے چوری پکڑی کل کوئی اور پکڑے گا۔ یہ تو مما تھیں چپ ہوگئیں لیکن کسی اور نے دیکھا تو خاموش نہیں رہے گا۔ مجھے تماشہ بنوانا گوارا نہیں ہے مگر میں جلد ہی اس مسئلے کا کوئی نہ کوئی حل نکال لوں گا۔ وہ سامنے صوفہ پڑا ہے آپ سو جائیں اعتبار تو آپ کرتی نہیں ورنہ بیڈ حاضر تھا۔'' آخر میں اس کے لہجے سے شوخی چھلک پڑی پر اپنی پریشانی میں مشکوٰۃ کی توجہ اس طرف نہیں گئی۔

ناچار وہ صوفے پر سکڑ کر لیٹ گئی' بڑی دیر بعد آنکھ لگی تھی۔ آشیر بہت دن بعد اپنے بیڈ روم میں سکون کی نیند سویا تھا' مما صبح پھر بہانے سے اوپر آئی' آشیر اپنے بیڈ روم میں ہی تھا انہوں نے اطمینان کا سانس لیا ان کا شک ختم ہو چکا تھا۔

❀.....❀.....❀

آشیر نے اپنی ٹریول ایجنسی کی ایک برانچ سعودیہ میں قائم کرنے کا کہہ کر پورے گھر کو پریشان کردیا تھا' سعودیہ میں برانچ کھولنے کا مطلب تھا اس کا پاکستان سے باہر جانا۔ افروز کو گوارا نہیں تھا عاشر پہلے ہی ملک سے باہر تھا' پپا نے بھی زور لگایا کہ وہ اپنا ارادہ بدل دے پر وہ ایک نہیں سن رہا تھا۔ عاشر اور نگین کے جانے کے ایک ہفتے بعد آشیر بھی سعودیہ چلا گیا' اسے وہاں جا کر اپنے بزنس کے لیے سازگار ماحول اور جگہ تلاش کرنی تھی اور اس میں وقت لگنا تھا۔

❀.....❀.....❀

آشیر کے جانے کے بعد افروز کے کہنے پر مشکوٰۃ نیچے ہی کے ایک کمرے میں آ گئی تھی۔ دن بھر وہ عمارہ بھابی اور ان کے بچوں کے ساتھ لگی رہتی' میکے جانے کا موڈ ہوتا تو یاسر بھائی' افروز آنٹی ڈرائیور کے ساتھ جا کر خود چھوڑ آتیں۔ آشیر کو

گئے ڈیڑھ ماہ ہوگیا تھا' اس دوران آشیر نے اسے ایک بار بھی کال نہیں کی تھی' کون سا مشکوٰۃ اس سے بات کرنے کے لیے مری جارہی تھی۔ افروز آنٹی' عمر انکل سے خیر خبر مل ہی جاتی تھی' سب کچھ ٹھیک چل رہا تھا' سدرہ کی شادی حافظ اسرار کے ساتھ اسی ماہ متوقع تھی' اس بار وہ میکے گئی تو ثمامہ بھابی نے اسے بتایا تھا۔

رات ڈھائی بجے کا ٹائم تھا جب عمارہ بھابی نے مشکوٰۃ کو جھنجوڑ کر جگایا' یوں اچانک جگانے پر مشکوٰۃ کا دل دہل سا گیا۔

''بھابی کیا بات ہے' خیر تو ہے ناں۔'' وہ بجلی کی تیزی سے بیڈ سے اتری تھی۔

''آؤ میرے ساتھ۔'' وہ عمارہ بھابی کے پیچھے چل پڑی' لاؤنج کے دروازے سے اندر قدم رکھتے ہی عمارہ بھابی کے یوں اچانک جگانے کا سبب اسے معلوم ہوگیا تھا' سامنے آشیر علوی' انکل اور آنٹی کے درمیان بیٹھا ہوا تھا۔

''آدھے گھنٹے سے تین بار تمہارا پوچھ چکا ہے' میں نے سوچا تمہیں سرپرائز دوں۔'' عمارہ بھابی اس کے کان کے قریب بولیں۔ مشکوٰۃ محض سلام ہی کر پائی' افروز آنٹی سب کو سونے کی ہدایت کر کے اپنے بیڈ روم میں چلی گئیں' مشکوٰۃ اپنی نیند خراب ہونے پر جی بھر کے جھنجلائی۔

عمارہ بھابی شرارتی نگاہوں سے ان دونوں کو ہی دیکھ رہی تھی' مشکوٰۃ ان کی مزید کسی شرارت سے بچنے کے لیے اوپر کے پورشن کی سیڑھیاں چڑھنے لگی' آشیر اس کے پیچھے ہی تھا۔ تین سیڑھیاں باقی تھیں جب مشکوٰۃ کا پاؤں پھسلا' غیر ارادی طور پر اس کے لبوں سے ہلکی سی چیخ برآمد ہوئی' وہ گرنے لگی تھی جب آشیر نے اسے سنبھالا جب وہ دوبارہ سنبھلی تب تک اسے پرے ہٹا کر وہ اوپر جا چکا تھا۔ ابھی تک اس کے پسندیدہ کلون اور پرفیوم کی مہک مشکوٰۃ کو اپنی قریب محسوس ہورہی تھی اور آج اس کے بھرپور مردانہ لمس کو بھی تو اس نے پہلی بار محسوس کیا تھا۔ صرف چند سیکنڈز کی بات تھی' اس کے بعد وہ رکا نہیں تھا' مشکوٰۃ نے وہیں رک کر اپنی اتھل پتھل سانسوں کو درست کیا۔ خاصی دیر بعد وہ اندر آئی تب تک وہ فریش ہو کر چینج کر چکا تھا اور سونے کے موڈ میں تھا۔

''میں اپنے بیڈ روم میں اکیلا سوؤں گا' آپ ساتھ والے روم میں سو جائیں' امید ہے آپ مائنڈ نہیں کریں گی۔ عمارہ بھابی نے سوتے سے آپ کو جگا دیا ہے' اس میں میرا کوئی قصور نہیں ہے اور ہاں سیڑھیوں والا دروازہ لاک کر دیجیے گا۔'' اس کے باہر نکلنے سے پہلے ہی وہ بیڈ لائٹ کے سوا باقی لائٹیں بند کر چکا تھا' یہ اس بات کا اشارہ تھا کہ اسے اب یہاں سے چلے جانا چاہیے۔ مشکوٰۃ کو اس کے انداز میں کسی واضح تبدیلی کا احساس ہورہا تھا' اس نے دکھاوے کو ہی سہی مشکوٰۃ کی خیریت پوچھنا بھی گوارا نہیں کیا تھا' اسے پہلی بار اپنی بے عزتی محسوس ہوئی تھی۔ واقعی اس گھر میں اس کی کوئی چیز بھی اپنی نہیں تھی ورنہ وہ اسے دوسرے کمرے میں سونے کا نہ بولتا' بہت دن بعد آج مشکوٰۃ کو پھر سے رونا آیا تھا۔

❁ ❁ ❁

آشیر کو سعودیہ میں اپنی ٹریول ایجنسی کی برانچ کھولنے کی اجازت مل گئی تھی وہ اب ابتدائی تیاری میں لگا ہوا تھا' اگلے ماہ اسے پھر جانا تھا' مما اس کے جانے کا سن کر پھر ناراض ہوگئی تھی پر آشیر نے منا لیا تھا۔

''مما اب تو میرا آنا جانا لگا رہے گا' پندرہ دن سعودیہ تو پندرہ دن پاکستان میں۔ یہاں کے معاملات بھی تو میں نے ہی دیکھنے ہیں۔''

''پھر مشکوٰۃ کو بھی لے جاؤ اپنے ساتھ' شادی کو چھ ماہ بھی نہیں ہوئے اور تم اسے چھوڑ کر وہاں چلے گے۔''

''ٹھیک ہے مما میں لے جاتا ہوں پھر وہ بھی میرے ساتھ پندرہ دن یہاں اور پندرہ دن سعودیہ میں رہے گی بلکہ ایسا کرتا ہوں اسے سعودیہ میں ہی چھوڑ دوں گا' کہاں میرے ساتھ روز روز سفر کرتی پھرے گی۔''

''نہیں وہ ادھر ہی ٹھیک ہے' تم سارا دن باہر رہو گے وہ دیواروں سے باتیں کرے گی۔ ادھر ہم سب ہیں اسے کمپنی دینے کے لیے۔'' آشیر کا حربہ کارگر رہا تھا' مما مان گئی تھیں۔

''تمہارے بغیر بہت اداس رہتی ہے وہ۔'' مما کے بتانے پر اس کا دل چاہا زور زور سے ہنسے' انہوں نے تو اسے لطیفہ سنایا تھا کہ وہ اس کے بغیر اداس رہتی ہے۔ واپس آئے ہوئے

اسے چار دن ہوگئے تھے' اس دوری کی کوئی رمق ڈھونڈنے سے بھی اس کے چہرے پر نہیں ملی تھی' مما بھی بہت بھولی تھیں' مشکوٰۃ کے سینے میں دل نہیں پتھر تھا۔

❀……❀……❀

موسم بدلا' رت نے انگڑائی لی' اب دن چھوٹے اور راتیں لمبی تھیں۔ نومبر کی بھیگی بھیگی شام میں پھوپھو' سدرہ کی شادی کا دعوت نامہ لے کر آئیں' آج وہ دوسری بار مشکوٰۃ کے سسرال آئی تھیں۔ شاندار گھر' بہترین فرنیچر اور مشکوٰۃ کی گریس فل ساس سے مل کر ان کی آنکھوں میں رشک امنڈ آیا تھا۔ انہوں نے سب کو خلوص سے آنے کی دعوت دی۔

مہندی پر عمارہ بھابی' افروز آنٹی اور مشکوٰۃ تینوں گئے' بارات پر آشیر نے مشکوٰۃ کے ساتھ جانا تھا' اس دن وہ معمول سے ہٹ کر تیار ہوئی' افروز نے دل ہی دل میں نظر بد سے بچنے کی دعا دی۔ آشیر نے حافظ اسرار کو پہلی بار دیکھا تھا' اس کے مقابلے میں حافظ اسرار کا قد کم تھا' دبلا پتلا سا تھا وہ پھر بھی جانے کیوں آشیر کو اس سے حسد سا محسوس ہوا۔

''یہ محبت بھی کتنی ظالم شے ہے؟'' آشیر کو ابھی کچھ دیر پہلے اس کا ادراک ہوا تھا۔

❀……❀……❀

موسم بہت اداس اداس سا تھا' سدرہ کی شادی سے واپس آ کر وہ جانے کیوں یاسیت زدہ لگ رہی تھی' شام میں بارش ہوئی تو موسم کی خنکی میں بھی اضافہ ہوگیا' عمارہ بھابی نے موسم کی مناسبت سے پکوڑے خود تلے تھے' باقی کا کام کچن میں کام کرنے والی بوانے کیا تھا۔

مشکوٰۃ نے برائے نام کھانا کھایا اور اوپر آ گئی' جانے کیوں وہ آج بہت باغی ہو رہی تھی۔ سدرہ کے چہرے پر جو اطمینان و خوشی دیکھی تھی وہ اس کی زندگی میں کہیں نہیں تھی وہ آشیر کے ساتھ کمرے میں سونے کے لیے لیٹی تو دروازہ بند کرنے کی زحمت بھی نہیں کی' کوئی دیکھتا ہے تو دیکھے کسی کو پتا چلتا ہے تو چلے' آشیر کا بھرم ٹوٹتا ہے تو ٹوٹے' اس کی بلا سے۔ اسے کوئی پروا نہیں ہے۔

❀……❀……❀

رات کا جانے کون سا پہر تھا جب کسی کے رونے کی آواز پر اس کی آنکھ خود بخود ہی کھلی تھی' عجیب سی آواز تھی' کبھی لگتا کہ بچہ رو رہا ہے پھر لگتا جیسے کسی عورت کی آواز ہے۔ خوف سے مشکوٰۃ کی بری حالت تھی' جسم پسینے میں نہایا اور دل سینے کی حدود توڑ کر جیسے باہر آنے لگا تھا۔ کمرے کی لائٹ بند تھی وہ گرتی پڑتی آشیر کے بیڈ روم میں داخل ہوئی' کمرے کی لائٹ آف تھی لیکن شکر تھا کہ وہ کمرے کا دروازہ کھول کر سوتا تھا۔

بدحواسی میں مشکوٰۃ سامنے پڑے ٹیبل سے ٹکرائی' اتنے میں آشیر بیڈ لائٹ جلا چکا تھا' وہ پاگلوں کی طرح اسے آ کے لپٹی تھی' خوفزدہ ہونے کے ساتھ ساتھ آنکھوں سے آنسو بھی بہہ رہے تھے' ٹیبل لگنے سے ناخن ٹوٹ گیا تھا اور خون نکل رہا تھا۔ آشیر نے نرمی سے اس کے بال سہلائے' ساری لائٹیں آن کر کے باتھ روم کی کیبنٹ سے ٹنکچر پاؤڈین اور کاٹن رول نکالا' مشکوٰۃ کا انگوٹھا اچھا خاصا زخمی تھا' اس نے جلدی سے بینڈیج کی۔ ہاتھ دھو کر واپس آیا تو ابھی بھی وہ دوپٹے سے آنکھیں رگڑ رہی تھی۔

''ہوا کیا تھا آپ کو جو آپ روتی دھوتی اتنی رات کو میرے پاس آئیں۔'' آشیر کو پوچھنے کا دھیان آیا۔

''کسی کے رونے کی آواز سے میری آنکھ کھلی تھی' مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے' میں ادھر ہی سوؤں گی۔''

''بے شک سو جائیں' مجھے اعتراض نہیں ہے پر ہوس کا اسیر یہ بندہ کچھ بھی کر سکتا ہے۔ آپ خود آئی ہیں یہاں۔'' آشیر کے لہجے میں تلخی آ گئی تھی۔

مشکوٰۃ کو باہر جاتے ڈر لگ رہا تھا' آشیر ہی دوسرے کمرے سے اس کا کمبل لے کر آیا' وہ اچھی طرح لپیٹ کے صوفے پر دراز ہوگئی۔ آشیر نے لائٹیں بند کر دیں۔

''آپ کو وہم ہوا ہوگا کہ کوئی رو رہا ہے' بلی ہوگی کوئی؟'' آشیر نے اس کا خوف دور کرنے کے لیے کہا۔

''کتنی ڈرپوک ہوں میں' فضول میں ڈر گئی۔'' اس نے خود کو ڈانٹا' آشیر کی طرف سے خاموشی طاری تھی' یقیناً وہ سو چکا تھا۔

مشکوٰۃ کچھ دیر پیشتر پیش آنے والے تصادم کے بارے میں سوچ رہی تھی' کوئی چیز تھی جو اس کے ذہن میں بار بار

کھٹک رہی تھی کچھ تھا جو آشیر کی طرف سے پُراطمینان نہیں تھا۔ اس کے ذہن میں چھنا کا سا ہوا جب وہ بھاگتی ہوئی اندھادھند آشیر سے لپٹی تھی تو آشیر نے خوف سے چیختی مشکوٰۃ کو بانہوں کا سہارا نہیں دیا تھا، یہی چیز مشکوٰۃ کو کھٹک رہی تھی اس نے ایسا کیوں نہیں کیا؟ وہ یہی سوچتے سوچتے سوگئی تھی۔

❀......❀......❀

افروز آنٹی نے اسے کہا تھا کہ سدرہ اور اس کے شوہر کو کھانے پرانوائٹ کروندا پھپو نے بھی تو شادی کے بعد اس کی دعوت کی تھی۔ جس دن دعوت تھی افروز نے آشیر کو جلدی گھر آنے کے لیے کہا تھا آج کل وہ لیٹ آرہا تھا، سدرہ اور اس کا شوہر اسرار ٹائم پر آئے تھے، کھانے کی سب چیزیں تقریباً تیار تھیں، سدرہ بہت پیاری اور بے پناہ خوش نظر آرہی تھی، سدرہ کے شوہر کے پاس گھر کے سب افراد بیٹھے تھے، سدرہ نے مشکوٰۃ سے کہا۔

''مجھے اپنا گھر دکھاؤ۔'' نیچے کا پورشن دکھانے کے بعد مشکوٰۃ اسے اوپر لائی۔

''یار بہت گریٹ ہیں آشیر بھائی! جہیز کے نام پر تم لوگوں سے ایک تنکا تک نہیں لیا۔'' وہ ان کے بیڈروم میں کھڑی تھی اس کی نگاہ ہر چیز کو سراہ رہی تھی۔

''تم خوش ہو سدرہ!'' مشکوٰۃ کو بات ہی نہیں مل رہی تھی کیونکہ سدرہ کی ہر بات اسرار کی تعریف پر ختم ہورہی تھی۔

''میں بہت خوش ہوں، اسرار نے مجھے دنیا کی ہر خوشی دی ہے، اب مجھے اپنے گزشتہ بچکانہ خیالات پر ہنسی آتی ہے۔ اسرار کی محبت میرے لیے اثاثہ ہے، قیمتی اثاثہ۔'' غرور سے سدرہ کی گردن تن سی گئی تھی۔

''مگر تم مجھے کچھ اپ سیٹ سی لگ رہی ہو، لگتا ہے تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے، کہیں کوئی خوشخبری والا چکر تو نہیں ہے۔'' آشیر سدرہ کو کھانے کے لیے بلانے آرہا تھا، سدرہ کا آخری جملہ اس نے بھی سن لیا تھا، بے چاری مشکوٰۃ کی شکل دیکھنے والی ہورہی تھی، ایسے موقعوں پر اسے جواب ہی نہیں بن پڑتا تھا۔

''نہیں ابھی خوشخبری والا چکر نہیں ہے، دیکھ نہیں رہی میری بیوی کتنی نازک سی ہے، ابھی شادی کو صرف ساڑھے چھ ماہ ہی تو ہوئے ہیں۔ ہم نے ابھی لائف انجوائے کرنی ہے اس کے بعد یہ خوشخبری بھی آپ سن لیں گی۔'' سدرہ ادھر ہی خاموش ہوگئی، اس کی بے باکی پر مشکوٰۃ پانی پانی ہوگئی۔

کھانے کے بعد چائے کا دور چلا، سدرہ اور وہ سب سے الگ صوفے پر بیٹھ گئیں، سدرہ کے پاس اپنے شوہر کی باتیں اور اس کی محبت و وفا کے طولانی قصے تھے۔ مشکوٰۃ احساس زیاں میں گھر گئی تھی، سدرہ کی شادی کو ابھی دو ہفتے بھی نہیں ہوئے تھے اور اس نے اسرار کی محبت پالی تھی، خود اسے کیا ملا تھا، خاندان بھر میں بدنامی، فلرٹ شوہر جو ہوس کو محبت کا نام دیتا تھا، وہ شدید خودترسی کا شکار تھی، سدرہ کتنی خوش اور پرسکون تھی، ایسی خوشی اس کے نصیب میں کیوں نہیں ہے اس نے ساری عمر اپنا آپ سمیٹ کے سنبھال کے رکھا تھا، اپنے ہر جذبے کی ایک شخص کے لیے حفاظت کی، جس کے لیے وہ اپنا آپ قیمتی خزانے کی طرح سنبھالتی آئی وہ خود کیا تھا، کتنی لڑکیوں سے تو اس کی دوستی تھی، فائقہ کو تو اس نے خود دیکھا تھا، کھلی کتاب کی طرح تھی وہ، تو اس کھلی کتاب کا تو آشیر نے ورق ورق پڑھا ہوگا، ٹریول ایجنسی کا مالک ہے، روز بھانت بھانت کے لوگوں سے ملتا ہوگا ابھی ملک سے باہر رہ کر آیا ہے پتا نہیں کیا کیا کرتا پھرتا ہے۔ دن بھر باہر رہتا ہے کیا پتا کتنی لڑکیوں سے ملتا ہوگا جب ہی تو شادی کرکے گھر میں ڈال کر مجھے بھول گیا ہے ورنہ اتنا فرشتہ تو لگتا نہیں ہے کہ عورت کی طرف متوجہ نہ ہو۔ آشیر اپنے بارے میں اس کی سوچ جان لیتا تو یقیناً زور کا تھپڑ رسید کرتا۔

❀......❀......❀

وہ آفس سے آکر بیٹھا ہی تھا جب مشکوٰۃ اس کے پاس آ کھڑی ہوئی، چہرے کا اضطراب بتا رہا تھا جیسے کسی کشمکش میں ہو آشیر اس کے بولنے کے انتظار میں تھا۔

''آپ مجھے ابو کی طرف چھوڑ آئیں گے؟'' اس کے لہجے میں ہچکچاہٹ سی تھی، ڈرائیور چھٹی پر تھا ورنہ وہ افروز کے ہمراہ ڈرائیور کے ساتھ ہی جاتی تھی یا اگر یاسر بھائی فارغ ہوتے تو ڈراپ کرآتے۔ آشیر کے ساتھ شادی کے بعد وہ صرف دوبار

ہی ابوامی کی طرف گئی تھی وہ خود سے بہت کم اس سے مخاطب ہوتی تھی۔ آشیر خاموشی سے جوتے اتارنے لگا اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ مشکوٰۃ اسے دیکھ رہی تھی، ماتھے پرآئے بالوں کو ہاتھ سے پیچھے کرتا وہ کافی تھکا تھکا سا لگ رہا تھا۔

''آپ میرے ساتھ جائیں گے؟'' مشکوٰۃ نے دوبارہ اپنا سوال دہرایا۔

''آپ کے ساتھ تو میں کہیں بھی جانے کے لیے تیار ہوں۔'' آشیر نے اپنی پُرسحر نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا۔ شوخی اس کے لہجے سے عیاں تھی، مشکوٰۃ انگلیاں چٹخانے لگی۔

''میں فریش ہو کے چائے پی لوں پھر چلتے ہیں اتنے میں آپ بھی تیار ہوجائیں۔'' وہ کپڑے الماری سے نکال کر نہانے کے لیے باتھ روم میں چلا گیا۔ آشیر چینج کر کے نیچے آیا تو نہ چاہتے ہوئے بھی مشکوٰۃ کی نگاہ اس کی طرف اٹھ گئی۔ ٹو پیس میں ملبوس اس کا تازگی کا احساس دلاتا وجود ماحول پر حاوی ہوتا محسوس ہو رہا تھا۔ افروز آنٹی نے مشکوٰۃ کو دیکھا تو جیسے سر پیٹ لیا۔

''جاؤ اچھے سے کپڑے پہن کر آؤ اور جیولری کس لیے سنبھال کے رکھی ہے، چوڑیاں پہنو ایک دو انگوٹھیاں بھی نکالو اور گلے میں چین بھی ڈال لو۔'' آشیر کے سامنے انہوں نے حکم دیا تھا، ناچار وہ پھر اوپر آئی دوسرے کپڑے پہنے اور جیولری بھی پہنی۔

''آشیر بیٹا! باہر جانے کا خیال دل سے نکال دو، دیکھو تمہارے جانے کا سن کر مشکوٰۃ کیسی اداس لگ رہی ہے۔'' اس کے منظر سے ہٹتے ہی افروز شروع ہوگئیں۔ آشیر کی پرسوں کی سیٹ کنفرم تھی۔

''مما پیپر ورک سارا مکمل ہوچکا ہے، میں رک نہیں سکتا۔'' وہ انہیں یہ نہیں بتا سکتا تھا کہ میں مشکوٰۃ کی وجہ سے ہی ایسا کرنے پر مجبور ہوں، آپ کی لاڈلی بہو میری وجہ سے اداس نہیں ہے۔ مشکوٰۃ از سر نو تیاری کے بعد آئی تو افروز خوش ہوگئی۔

''جیتی رہو، سدا سہاگن رہو۔'' انہوں نے دعا دی تو مشکوٰۃ کے لبوں پر عجیب سی مسکراہٹ آگئی۔

❁.....❁.....❁

آشیر بہت عرصے بعد مشکوٰۃ کے ہمراہ آیا تھا، عباس صاحب کے تو ہاتھ پاؤں ڈھیلے پڑ گئے، اسی وقت کھانا تیار کرنے کا حکم دیا، وہ فواد بھائی اور عباس انکل کے پاس ہی بیٹھا رہا۔ کافی دیر باتیں ہوتی رہیں، عباس صاحب کو اعتراف کرنا پڑا کہ وہ بہت میچور اور باشعور ہے، اس کے ناں ناں کرنے کے باوجود انہوں نے کھانے کے بغیر واپس نہیں آنے دیا۔ مشکوٰۃ گھر والوں سے مل کر باہر نکل رہی تھی جب ابو بھی اس کے پیچھے آئے۔

''بیٹا! اپنے گھر خوش تو ہوناں؟'' انہوں نے بہت آہستگی سے پوچھا، اچانک اس کی آنکھیں بھر آئیں، جنہیں چھپانے کے لیے اس نے سر جھکالیا اور اثبات میں سر ہلایا۔

''ہمیشہ اپنے گھر میں سکھی رہو اور اپنے شوہر کو بھی خوش رکھو، اچھا نوجوان ہے آشیر!'' ان کا ہاتھ مشکوٰۃ کے سر پر تھا۔ آشیر گاڑی اسٹارٹ کیے اس کے انتظار میں تھا، عباس اس کے پاس آئے۔

''آتے جاتے رہا کرو، مل کے گپ شپ کریں گے۔''

''او کے انکل! آپ کا حکم سر آنکھوں پر۔ فی الحال پرسوں سعودیہ کی فلائٹ ہے میری، واپس آکے آپ کے پاس آؤں گا۔''

مشکوٰۃ پچھلی سیٹ پر بیٹھی اپنے آنسو پینے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔

''ہونہہ...... اچھا نوجوان ہے آشیر! اپنے شوہر کو خوش رکھو، مجھے سب کی نظروں میں گرا کر یہ شخص اچھا ہوگیا ہے، کتنا خوش لگ رہا ہے ناں۔ مجھے بدنام کر کے کتنے سکون میں ہے، ہر کوئی تعریف کرتا ہے اس کی اور تو اور ابو بھی......'' وہ آنسو دوپٹے میں جذب کر رہی تھی، ایک کم مصروف سڑک پر آشیر نے گاڑی روک دی۔

''مشکوٰۃ آگے آجائیں۔'' وہ دروازہ کھول چکا تھا۔

''میں اِدھر ہی ٹھیک ہوں۔''

''کم آن آگے آئیں۔'' اب کے بار اس کے لہجے میں تحکم تھا، غصے میں دروازہ بند کر کے وہ اگلی سیٹ پر آبیٹھی تھی اس کی روئی روئی آواز آشیر کی سماعتوں کی لیے اجنبی نہیں تھی۔

''کوئی پرابلم ہے آپ کو' لگتا ہے کافی دیر سے رو تی رہی ہیں۔''

''جی نہیں' مجھے فلو ہے۔'' مشکوٰۃ سرکش ہو رہی تھی۔

❀ ❀ ❀

جس دن آشیر کی فلائٹ تھی اس روز مشکوٰۃ کی طبیعت سچ مچ خراب تھی' اس سے اٹھا ہی نہیں جا رہا تھا' افروز آنٹی نے طبیعت کی خرابی کو بھی آشیر کی روانگی سے منسوب کر دیا۔ سمجھدار خاتون تھیں کتنی بار مشکوٰۃ کی بے زاری نوٹ کی تھی' آشیر ہنستا مسکراتا رہتا پھر وہ چپ ہی رہتی۔ شاید وہ آشیر کی طرح اچھی اداکارہ نہیں تھی' اس نے اپنے رویئے سے کسی کو بھی تعلقات میں خرابی یا بگاڑ کا احساس نہیں ہونے دیا تھا پر مشکوٰۃ بہت جگہ اس کا ساتھ نہیں دیتی تھی۔ سارے گھر والوں کے ساتھ ہنستی بولتی' آشیر کی موجودگی میں کانشیس ہو جاتی' افروز آنٹی کا پکا ارادہ تھا اب آشیر آئے تو جانے نہیں دیں گی۔

❀ ❀ ❀

سردیوں کی شام جلد ڈھل جاتی اور لمبی رات سر پر آ کھڑی ہوتی۔ آشیر کا قیام سعودیہ میں طویل ہوتا جا رہا تھا' مشکوٰۃ گھر کے کاموں میں خود کو مصروف کیے رکھتی' کچن بوا سلمیٰ سنبھالتی تھی اب مشکوٰۃ بھی حصہ دار بن گئی تھی' افروز آنٹی اور عمر انکل سمیت عمارہ بھابی اور یاسر بھائی کی تعریفیں اسے اچھی لگنے لگی تھی۔ وہ نت نئی ڈشز ٹرائی کرتی عمارہ اور یاسر بھائی کے بچوں' طلحہ' ابوبکر اور موسیٰ کے ساتھ مگن رہتی' کہانیاں سناتی' ان کا ہوم ورک دیکھتی۔ افروز آنٹی کے ساتھ ان کے رشتہ داروں کے گھر ہو آتی' اس نے عمارہ بھابی کی بہت سی ذمہ داریاں بانٹ لی تھیں' وہ اس کی ممنون تھیں ان کی ڈلیوری کا آخری مہینہ تھا۔ بلڈ پریشر بھی ہائی رہتا وہ ذمہ داریاں پوری طرح انجام نہ دے پاتیں۔ یاسر کو بیٹی کا بہت شوق تھا' عاشر کے بھی دو بیٹے تھے اس بار پورے گھر کی خواہش تھی کہ یاسر کے گھر بیٹی پیدا ہو۔ مشکوٰۃ ان کی بھرپور دیکھ بھال کر رہی تھی۔ آشیر کی موجودگی میں جو اجنبیت اس پر طاری رہتی تھی اس کا خاتمہ ہو گیا تھا۔

❀ ❀ ❀

آخری دنوں میں عمارہ کا بلڈ پریشر کنٹرول نہیں ہو رہا تھا' یاسر نے اسپتال میں ایڈمٹ کروا دیا تھا' اس کے پاس اپنی ایک بہن تھی' افروز آنٹی بھی صبح و شام چکر لگا رہی تھیں۔ مشکوٰۃ جب بھی آتی ساتھ کھانے کے لیے کچھ نہ کچھ بنا کے لے آتی' دن میں ایک بار وہ لازماً اسپتال آتی۔ گھر کو بھی دیکھنا ہوتا تھا۔

اس دن بھی مشکوٰۃ گھر میں اکیلی تھی' وہ عمارہ بھابی کے لیے سوپ بنا رہی تھی کچھ دیر بعد ڈرائیور کے ساتھ اسے اسپتال جانا تھا' گیٹ کی بیل بجی آنے والا آشیر علوی تھا۔ بغیر اطلاع دیئے وہ اچانک آیا تھا' گھر میں کوئی بھی نظر نہیں آ رہا تھا' بوا نے بتایا کہ سب اسپتال میں ہیں سوائے مشکوٰۃ بی بی کے۔ بوا کو گھٹنوں کا درد تھا' مشکوٰۃ نے انہیں آرام کا کہہ کر خود کچن سنبھال لیا تھا' وقتاً فوقتاً بوا بھی مدد کرواتیں پر زیادہ کام وہ اب خود ہی کرتی تھی۔

آشیر بوا کے بتانے پر کچن کی طرف آیا تھا' مشکوٰۃ مصروف تھی' دوپٹہ اس نے اتار کر پاس پڑی چیئر پر رکھ دیا تھا' آشیر نے جاندار آواز میں سلام کیا تو مشکوٰۃ اچانک اس کی آواز سے ڈر گئی تھی' اسی خوف میں چمچ اس کے ہاتھ سے چھوٹا اور ابلتے سوپ میں گرا وہاں سے سوپ والی پتیلی الٹی اور اس کے پاؤں پر گری۔

''ہائے اللہ.....'' اس کی آواز میں درد تکلیف اور کرب کا احساس رچا ہوا تھا' اس کا ایک پاؤں بُری طرح جل گیا تھا' ایک ہاتھ بھی متاثر ہوا تھا' جہاں جہاں سے جلد جلی تھی وہاں اسی وقت آبلے پڑ گئے تھے' آشیر نے اسے پکڑ کر چیئر پر بٹھایا' مشکوٰۃ کے آنسو زار و قطار بہہ رہے تھے' وہ بے حد پریشان تھا۔ آشیر کو نہیں پتا تھا ایسے موقعوں پر فوری طور پر اس کی تکلیف دور کرنے کے لیے کیا کرے' اس نے مشکوٰۃ کا وہ جھلسا ہاتھ لبوں سے لگا لیا' اسے کھڑا ہونے میں مدد دی۔ وہ اسے ساتھ لیے قریبی کلینک آ گیا۔ جہاں ڈاکٹر نے مشکوٰۃ کے آبلے کاٹ کر دوا لگائی' تکلیف کی شدت سے اس کی رنگت لال ہو گئی تھی۔ گھر لا کر آشیر نے اسے میڈیسن دی' افروز کے لیے آشیر کی آمد خوش کن اور مشکوٰۃ کا جھلسنا بہت تکلیف دہ تھا' عمارہ پہلے ہی اسپتال میں تھی۔ بوا کو گھٹنوں

کے درد نے لاچار کر رکھا تھا' افروز بے چاری پریشان سی ہوگئیں۔
مشکوٰۃ کی ہر دوسرے دن بینڈیج ہوتی جو اس کے لیے تکلیف کا باعث تھی' دو دن اس نے بینڈیج کرائی تیسرے دن ڈاکٹر کے پاس جانے سے انکار کردیا۔ آشیر انتظار کررہا تھا کہ کب وہ اٹھتی ہے مگر اس کے تیور انکار والے تھے۔
"میں نے نہیں جانا ڈاکٹر کے پاس۔"
"جائیں گی نہیں تو آرام کیسے آئے گا۔" آشیر کا لہجہ بہت نرم تھا۔
"آجائے گا خود ہی۔"
"خود نہیں آئے گا ناں' اچھا مجھے اپنا ہاتھ تو دکھائیں۔" مشکوٰۃ نے بغیر کوئی ہٹ دھرمی دکھائے اپنا ہاتھ اس کے سامنے پھیلا کردیا۔ آشیر نے اپنے ہاتھ میں اس کا ہاتھ لیا' مشکوٰۃ کی تمام تر توجہ آشیر کے مضبوط مردانہ ہاتھوں کی طرف مرکوز تھی' صاف رنگت والا ہاتھ جس میں مضبوطی کا احساس بدرجہ اتم تھا۔ آشیر کی گرفت میں نرمی تھی جیسے وہ شیشے کی بنی ہو' دوسرے ہی پل آشیر نے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا تو مشکوٰۃ کے دل میں شور مچاتے جذبے خاموش ہوگئے۔ جس دن اس پر سوپ گرا تھا آشیر نے اس کا ہاتھ تھام کر لبوں سے لگایا تھا' تکلیف کے باوجود مشکوٰۃ کو وہ سب یاد تھا کہ آشیر کے لبوں نے اس کے ہاتھوں کو چھوا ہے' یکبارگی اس کے دل نے خواہش کی تھی کہ اس روز والا عمل آشیر پھر دہرائے' اپنے لبوں کی مہک اس کے ہاتھ پر چھوڑ دے' ایک بار پھر اسے بے خود کردے۔ وہ کیوں ایسا چاہ رہی تھی' وہ کیوں ایسا سوچ رہی ہے' کیا وہ ہار گئی ہے' شکست کھا رہی ہے۔ آشیر علوی نے اپنی خاموشی سے کوئی دیا روشن تو نہیں کردیا ہے۔

❁ ❁ ❁

عمارہ بھابی نے ایک پیاری سی بیٹی کو جنم دیا تھا' سب گھر والے خوش تھے' تینوں بھائی اس ننھی سی پری کو حیرت و مسرت سے دیکھ رہے تھے۔ مشکوٰۃ نے بھی اس کے نرم نرم روئی کے گالے جیسی جلد کو ہاتھ سے چھوا تو اسے بہت اچھا لگا' اس نے کتنی بار یہ عمل دہرایا' اسے دیکھ کر موسیٰ بھی ایسے ہی کررہا تھا۔

مشکوٰۃ اس وقت بالکل ایک نئے روپ میں نظر آرہی تھی' بہت نرم اور انوکھی سی۔

❁ ❁ ❁

آشیر بہت مصروف تھا' اس کی واپسی پہلے کی طرح اب شام کو نہیں ہوتی تھی بلکہ رات کو آٹھ ساڑھے آٹھ بجے کے قریب آتا۔ اتنا مصروف رہنے کے باوجود ترو تازہ ہی نظر آتا' عمارہ بھابی ننھی گڑیا کے ساتھ مصروف تھیں' ایسے میں ان تین شرارتی بھائیوں کو کنٹرول کرنا اسی کا کام تھا۔
گیارہ بجے کا ٹائم تھا' مشکوٰۃ سونے کی تیاری کررہی تھی دن بھر کی تھکن تھی' اسے جلدی نیند آجاتی تھی ابھی اس نے دروازہ بند نہیں کیا تھا' معاً آشیر بغیر دستک دیئے اندر آگیا۔ نک سک سے تیار خوشبوؤں میں بسا بے حد جاذب نظر لگ رہا تھا' مشکوٰۃ کا دل دھڑک اٹھا۔
"آئیں دروازہ لاک کرلیں' کسی کے آنے کا امکان تو نہیں پھر بھی کوئی آجائے اور پوچھے تو کہہ دیں کہ میں دوستوں کے ساتھ باہر گیا ہوں اور آپ میرے روم میں سو جائیں۔" وہ بہت جلدی میں لگ رہا تھا' اس کی سنے بغیر وہ اسی عجلت میں چلا گیا۔
پتا نہیں اس وقت وہ کیوں جارہا تھا' اپنے لوٹنے کا بتایا بھی نہیں' اس کا انداز ظاہر کررہا تھا کہ وہ مما پپا کے علم میں نہیں لانا چاہتا کہ وہ کہاں جارہا ہے۔ خیر اس کی بلا سے جہاں بھی جائے' مشکوٰۃ اس کے کمرے میں آگئی' چینج کرکے کپڑے آشیر نے کمرے میں ہی پھینک دیئے تھے' وہ جوں کے توں پڑے تھے' مشکوٰۃ اٹھا کے باتھ روم میں لٹکا آئی' وہ بیڈ پر ہی لیٹی۔
"میں کیوں صوفے پر لیٹوں' نوکرانی نہیں ہوں کوئی' خود لیٹیں صوفے پر موصوف میں تو ادھر ہی سوؤں گی۔" وہ جو سونے کے ارادے سے لیٹی تھی' ایک گھنٹہ گزرا دوسرا گزرا نیند آنکھوں میں نہیں اتری۔
تین بج رہے تھے جب موبائل زوردار آواز میں گنگنایا' آشیر کی کال تھی اسے سیڑھیوں والا مین ڈور کھولنے کو کہہ رہا تھا' وہ گھر سے پانچ منٹ کے فاصلے پر تھا۔ مشکوٰۃ دروازہ کھول کر پھر سے لیٹ گئی' اسے بہت غصہ آرہا تھا' وہ کوئی اس کی نوکرانی

ہے جو رات کے تین بجے دروازے کھولے اپنی نیندیں خراب کرے۔ اگلی رات وہ پھر اس کے سر پر کھڑا تھا۔

''میں فرینڈز کے ساتھ جارہا ہوں' آپ میرے روم میں سو جائیں' مین ڈور لاک کرنے کی ضرورت نہیں ہے' آج آپ ڈسٹرب نہیں ہوں گی۔'' کل کی طرح وہ آج بھی بہت اچھے طریقے سے ڈریس اپ تھا اور بہت جاذب نظر لگ رہا تھا۔

مشکوٰۃ خاموشی سے اس کے روم میں آ گئی اور سونے کی ناکام کوشش کرنے لگی' نیند کل کی طرح آج بھی روٹھی ہوئی تھی۔ آج وہ کل سے بھی لیٹ آیا تھا' مشکوٰۃ جاگ رہی تھی' پر سوتی بن گئی۔ وہ صوفے پر بیٹھا شوز اور ساکس اتار رہا تھا' مشکوٰۃ پلکوں کی جھری سے دیکھ رہی تھی کہ اس کے گریبان کے اوپر کے تینوں بٹن کھلے ہوئے ہیں اور بال بھی بکھرے ہوئے ہیں جب وہ گیا تھا اس کی ایسی حالت نہیں تھی۔ وہ بیڈ کی طرف دیکھ رہا تھا جہاں مشکوٰۃ کا قبضہ تھا' وہ اسی طرف آ رہا تھا اس نے سختی سے پلکیں موند لیں' مشکوٰۃ کو محسوس ہوا جیسے کوئی دائیں سائیڈ پر آ کے بیٹھا ہے۔ دوسرے ہی ثانیے دور جاتی چاپ کی آواز آئی' آشیر نے بیڈ پر پڑا دوسرا تکیہ اٹھایا تھا اور جا کے صوفے پر لیٹا تھا۔

❀……❀……❀

اگلی پانچ راتیں اس نے شرافت سے گھر ہی پر گزاری تھیں' اس کی دو راتوں کی غیر حاضری مشکوٰۃ کے علم میں ہی تھی' اس وقت وہ کھٹک گئی جب آشیر نے خود آفر کی

''آپ کو عباس انکل کی طرف جانا ہے تو میں چھوڑ آتا ہوں آپ کو۔ وہاں جا کے نیند پوری کر لیں۔''

''میری نیندیں یہاں بھی پوری ہو رہی ہیں۔'' وہ کھٹاک سے بولی تھی۔

''آپ کے روم کی لائٹ جلتی رہتی ہے جبھی کہا ہے میں نے۔'' اس نے وضاحت کی۔

''وہ تو ایسے ہی جلتی رہتی ہے۔''

''نیند نہ آئے تو میرے پاس آ جایا کریں۔'' آشیر علوی نے اپنی بے باک نگاہیں اس پر جما دیں۔

''میں اپنی جگہ پر ہی ٹھیک ہوں۔''

''مگر آپ کی نیند تو میرے پاس ہے۔'' آشیر علوی کی گہری مردانہ آواز اس کے سارے اندازوں اور دفاعی باتوں کو غلط ثابت کرنے پر تلی ہوئی تھی۔

''میں اپنی چیزیں اپنے پاس ہی رکھتی ہوں۔''

''ہاہاہاہا……'' آشیر ہنستا چلا گیا' مشکوٰۃ الجھی ہوئی تھی جانے کیوں وہ ہنس رہا تھا۔

❀……❀……❀

اتوار کو وہ پھر خصوصی تیاری کے ساتھ کہیں نکلا' بہانہ وہی تھا دوستوں کے ساتھ جا رہا ہوں' اب مشکوٰۃ کے پاس اس کے دوستوں کے نمبر نہیں تھے کہ پوچھ کر تصدیق کرتی۔ دوستوں میں لڑکیاں بھی تو شامل تھیں' خاص طور پر فائقہ۔ اگر وہ کسی سے پوچھ کر کال کرتی' آشیر کو پتا چلتا تو پوچھتا کہ بی بی تمہیں کیا پروا ہے میں دوستوں کے ساتھ ہوتا ہوں کہ نہیں اور تم یہ پوچھنے والی کون ہوتی ہو پھر اس کی کیا عزت رہ جاتی۔ پہلے بھی کون سا وہ اسے کوئی اہمیت دے رہا ہے' اس گھر میں اس کا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔ بس ہر ماہ اسے ضرورت کے پیسے دے کر اسے اس گھر میں لانے کا فرض پورا کر دیتا ہے' باقی مشکوٰۃ کی کوئی اہمیت نہیں ہے' بڑے محبت کے دعوے کرتا تھا' وہ صرف اس کے وجود پر اپنے نام کا ٹھپہ لگانا چاہتا تھا تاکہ اس کے مردانہ غرور کی تسکین ہو سکے۔ گھر سے باہر اس کی ضرورت پوری ہو رہی ہے' آخر کو ہینڈسم ہے' پیسے والا ہے۔ لڑکیوں کو اس میں اٹریکشن بھی فیل ہوتی ہے۔ مشکوٰۃ کی ساری سوچیں منفی تھیں' اپنی جگہ وہ خود کو حق بجانب تصور کرتی تھی۔

❀……❀……❀

آج مشکوٰۃ نہ سو رہی تھی نہ سونے کی اداکاری کر رہی تھی' تکیے سے ٹیک لگائے نیند سے بے حال ہوتی آنکھوں کے ساتھ ٹی وی دیکھ رہی تھی۔ سیڑھیوں پر قدموں کی چاپ ابھری تو حسیات چوکنی ہو گئیں۔

''آپ ابھی تک جاگ رہی ہیں۔'' اس نے حیرت کا اظہار کیا۔

"جی! نیند نہیں آ رہی تھی۔"

"گڈ، نیند نہیں آ رہی تو میرا سر دبائیں، بہت درد ہو رہا ہے۔" اس کے کچھ بھی بولنے یا سوچنے سے پیشتر وہ جوتوں سمیت لیٹ گیا، سر مشکوٰۃ کی گود میں تھا وہ یوں بدکی جیسے بجلی کے ننگے سے چھو گئی ہو وہ اتنے قریب کہ وہ ایک دم پیچھے ہٹی۔

"پلیز سر دبائیں ناں مشکوٰۃ!" وہ بہت کم اس کا نام لیتا تھا آج اس کے لبوں سے اپنا نام سن کر اسے کسی انوکھے پن کا احساس ہوا۔ اس نے جھجکتے ہوئے آشیر کی پیشانی پر ہاتھ رکھا جو کہ گرم محسوس ہو رہی تھی۔

"بہت تھک گیا ہوں، دل چاہ رہا ہے آپ پیار سے سلا دیں۔ میری خواہش بھی عجیب سی ہے ناں، آپ کا دل کر رہا ہوگا میرا سر دبانے کے بجائے گلا دبا دیں۔" اس نے آنکھیں کھولتے ہوئے مشکوٰۃ کے ہاتھ تھام لیے جو اس کے ماتھے پر دھرے تھے، کیا تھا اس کے ہاتھ میں بھلا؟ وہ اپنا آپ بھلانے لگ گئی تھی۔ اس نے زور لگا کر اپنا ہاتھ اس کی گرفت سے نکالنا چاہا۔

"ہونہہ نہیں، اب نہیں پگھلتا میں۔" جس تیزی سے آشیر نے ہاتھ پکڑا تھا اسی تیزی سے چھوڑ بھی دیا، اپنی توہین کے احساس سے اس کا رواں رواں سلگ اٹھا۔

"اب جائیں میں ٹھیک ہوں، بہت جلد آپ کی تمام مشکلات اور تکالیف کا ازالہ کردوں گا۔" مشکوٰۃ الجھ کے اسے تکنے لگ گئی آشیر نے اپنی نگاہیں اس پر جما دیں۔

"اتنے پیار سے نہ دیکھیں مجھے، ضبط کھونے لگتا ہوں میں، کوئی گستاخی ہو جائے گی مجھ سے۔" مشکوٰۃ کو اس کا انداز سراسر تمسخرانہ لگا، جیسے وہ اس کا مذاق اڑا رہا ہو۔

"کاش اس کا اصل چہرہ سب کے سامنے آجائے، اس کے کرتوت سب پر کھل جائیں۔" اس نے صدق دل سے دعا مانگی۔

❁ ❁ ❁

رمنا کے گھر بیٹا پیدا ہوا تھا، ننھے مہمان کے لیے آشیر نے مشکوٰۃ کو شاپنگ کرنے کے لیے کہا تھا، یہ خالصتاً خواتین کا شعبہ تھا، وہ عمارہ بھابی کو ساتھ لے گئی تھی کیونکہ چھوٹے بچوں کی خریداری کا اسے بھی اتنا خاص آئیڈیا نہیں تھا۔ وہ تو بھلا ہو عمارہ بھابی کا جنہوں نے اتنی مدد کی اور پھر وہ دونوں فرحان بھائی کی طرف گئے۔ رمنا اور فرحان دونوں بہت خوش تھے ان کی خوب صورت سی دنیا مکمل ہو گئی تھی۔

"تم مجھے کب انکل بنا رہے ہو؟" فرحان چھوٹتے ہی آشیر سے بولا، مشکوٰۃ تیز تیز قدم اٹھاتی رمنا کی طرف بڑھ گئی اس میں آشیر علوی کا جواب سننے کی تاب نہیں تھی۔

"کیا بات ہے ڈسٹرب سی لگ رہی ہو، کوئی پریشانی ہے۔"

"ارے نہیں ایسی تو کوئی بات نہیں ہے۔" اس نے زبردستی مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"کچھ تو ہے جو تم چھپانے کی کوشش کر رہی ہو۔" رمنا اس کے پیچھے ہی پڑ گئی، اس نے لاکھ انکار کیا جان چھڑائی پر رمنا اپنے نام کی ایک تھی، اگلوا کر ہی چھوڑا۔ مشکوٰۃ کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا وہ پھٹ پڑی، رمنا آنکھیں پھاڑے ناقابل یقین انداز میں اسے دیکھ رہی تھی، وہ آنکھوں پر ہاتھ رکھے رو رہی تھی۔

یہاں فرحان کا تجزیہ غلط ثابت ہوا تھا کہ عورت مرد کی محبت سے پگھل جاتی ہے، وہ تو آشیر کی بے اعتنائی سے پگھل رہی تھی، اتنی بڑی بات اس پر آج کھلی تھی۔ مشکوٰۃ نے بہت بے وقوفی کی تھی اس بات کے پیچھے اپنی ازدواجی زندگی داؤ پر لگا دی تھی کہ آشیر نے شادی سے پہلے اس کی نیک نامی کو بدنامی میں بدلا۔ خاندان والے کب کے یہ بات بھول بھال گئے تھے کہ ایسا کچھ ہوا تھا، آشیر کی وجہ سے وہ اگر بدنام ہوئی تھی تو آشیر نے اسے اپنا کر عزت بھی تو دی تھی، معتبر بھی تو کیا تھا۔ مشکوٰۃ میں اتنی انتہا پسندی ہوگی اس نے سوچا بھی نہیں تھا، فرحان سے شادی کے بعد اس کی زبانی رمنا کو آشیر کے خالص جذبات کا پتا چلا تھا جو صرف مشکوٰۃ کے لیے تھے اور اس نے تو شاید کبھی یہ جاننے کی ضرورت ہی نہیں سمجھی تھی کہ آشیر اسے کس قدر چاہتا ہے اس کے سچے جذبات کو مشکوٰۃ نے ہوس کا نام دے کر سراسر اس کی توہین کی تھی، پر مجال ہے جو آشیر نے فرحان سے اس

کا ذکر تک کیا ہو وہ دونوں تو یہی سمجھتے رہے کہ آشیر اور مشکوٰۃ خوشگوار نارمل زندگی گزار رہے ہیں۔

❁ ❁ ❁

عمر علوی اور افروز بیگم عمرے پر جا رہے تھے ان کا اچانک پروگرام بنا تھا جس دن انہیں جانا تھا اس دن ان کے گھر ملنے جلنے والوں کا رش تھا۔ عباس صاحب بھی نور افشاں کے ساتھ آئے تھے ائر پورٹ روانگی کے بعد گھر خالی خالی سا ہو گیا۔ آشیر ائر پورٹ سے آیا تو عباس بھی اس کے ہمراہ تھے مشکوٰۃ چائے بنانے لگی ابو بہت کم ان کے گھر آتے تھے چائے لے کر اندر گئی تو آشیر علوی اور ابو دونوں پاس پاس بیٹھے تھے۔ آشیر کے چہرے پر معذرت خواہانہ تاثرات تھے وہ دھیمی آواز میں کچھ بول رہا تھا' جبکہ ابو کا چہرہ سوچوں اور پریشانی کا شکار لگ رہا تھا' اسے دیکھ کر آشیر کے لب ساکت ہو گئے۔ آشیر نے مشکوٰۃ کو پانی لانے کے بہانے وہاں سے ہٹا دیا۔

''انکل میں شرمندہ ہوں' میری اس حرکت سے مشکوٰۃ کو ذہنی اذیت اٹھانا پڑی' وہ یہی تصور کرتی رہی کہ وہ نگاہوں سے گر گئی ہے' میں اپنی غلطی مانتا ہوں کہ بھری محفل میں مجھے ایک لڑکی کے تقدس اور احترام کا خیال کرنا چاہیے تھا جو بھی جذبہ تھا یک طرفہ تھا' مشکوٰۃ انوالو نہیں تھی' پسندیدگی میری طرف سے تھی۔ آپ تک بات کسی اور ہی رنگ میں پہنچی تھی۔'' آشیر کا سر جھکا ہوا تھا' وہ ان کی نگاہ میں بہت بلند ہو گیا تھا' مشکوٰۃ کی خوشگوار زندگی اور پیار کرنے والی سسرال دیکھ کر وہ تو یہ بات کب کے بھول بھی گئے تھے آشیر نے یاد کروا دیا تھا۔

''اب کبھی اس بات پر معذرت نہ کرنا' میں خوش ہوں کہ تم مشکوٰۃ کا نصیب ہو۔'' انہوں نے شفقت سے آشیر کا کندھا تھپتھپایا تو اسے قدرے سکون کا احساس ہوا۔

عباس انکل کو چائے پیتا چھوڑ کر وہ مشکوٰۃ کی تلاش میں باہر آیا' وہ کچن سمیٹ رہی تھی۔

''آپ انکل کے ساتھ جانا چاہتی ہیں تو چلی جائیں۔'' مشکوٰۃ کے ذہن میں خطرے کی گھنٹی بجی۔

''میں نہیں جا رہی آنٹی بھی گھر میں نہیں ہیں' عمارہ بھابی نے بھی اپنی امی کی طرف رہنے جانا ہے۔''

''اوکے آپ کی مرضی۔'' کندھے اچکا تا وہ دوبارہ عباس انکل کی طرف آیا' وہ اجازت لے کر چلے گئے۔

واقعی مشکوٰۃ ٹھیک کہہ رہی تھی' عمارہ بھابی بچوں کو لیے میکے جانے کے لیے تیار بیٹھی تھیں' انہیں ڈراپ کر کے یاسر بھائی خود اپنی یونٹ کے ساتھ کوہاٹ کے لیے روانہ ہو گئے۔

''آپ کے لیے ایک اچھی خبر ہے میرے پاس۔'' پانی کا گلاس اٹھاتے اٹھاتے مشکوٰۃ رک گئی اس کی سوالیہ نگاہوں کا اضطراب دو چند ہو گیا۔ ''میں نے عباس انکل کو بتا دیا ہے کہ آپ مجھ میں کبھی بھی انوالو نہیں تھیں' جہاں جہاں میری وجہ سے آپ بدنام ہوئیں میں ان سب لوگوں کے پاس جا کر حقیقت بتانے کے لیے تیار ہوں کہ آپ نے مجھ سے افیئر نہیں چلایا بلکہ یہ میں تھا اور جس کی اس حرکت کی وجہ سے آپ کو ذہنی اذیت اٹھانا پڑی۔'' مشکوٰۃ سر پکڑ کر بیٹھ گئی' آشیر بہت سنجیدہ تھا۔

''اب آپ میرا مزید تماشہ نہ بنائیں' میں اس باب کو دوبارہ نہیں کھولنا چاہتی۔''

''مگر لوگوں کو پھر اس بات کا کیسے پتا چلے گا کہ آپ نہیں بلکہ میں خود آپ میں انٹرسٹڈ تھا۔'' وہ شاید اس کی قوت برداشت آزما رہا تھا۔

''مجھے نہیں بتانا کسی کو بھی۔'' اس کا صبر جواب دیتا جا رہا تھا۔

''لیکن وہی بات پھر لوگوں کو کیسے پتا چلے گا کہ آپ بہت اچھی لڑکی ہیں اور میرے جیسے نوجوان کے ساتھ تو آپ محبت کر ہی نہیں سکتیں۔'' آشیر اس کا مذاق اڑا رہا تھا مشکوٰۃ کھانا ادھورا چھوڑ کر ٹیبل سے اٹھ گئی۔

❁ ❁ ❁

رات آشیر نچلے پورشن میں ہی تھا' مشکوٰۃ بھی ادھر تھی' نچلے حصے میں درخت اور بیل بوٹے بہت زیادہ تھے' اسے ڈر سا لگ رہا تھا کیونکہ آشیر نے ایک کمرے میں داخل ہو کر دروازہ اندر سے بند کر لیا تھا۔ عمارہ بھابی اور یاسر بھائی بھی نہیں تھے لاؤنج کی کھڑکیاں کھلی ہوئی تھیں اس نے وہ بھی

بند کرلیں۔ ٹی وی بظاہر آن تھا مگر اس کا دھیان کہیں اور تھا اس کی جو آج آشیر سے گفتگو ہوئی تھی اس کے بعد اس کے ضمیر کو یہ گوارا نہیں تھا کہ وہ اپنے خوف کا اظہار کرتی۔ وہ اسی کشمکش میں تھی کہ آشیر خوشبوؤں میں بسا بہترین کپڑوں میں ملبوس اس کے سامنے آ کھڑا ہوا گاڑی کی چابی اس کے ہاتھ میں تھی۔

"میں جا رہا ہوں اویس کی طرف' جلدی آنے کی کوشش کروں گا۔ واپسی پر آپ کو بہت بڑی خوشخبری سناؤں گا۔"

"مجھے ڈر لگ رہا ہے' گھر میں کوئی نہیں رات کے گیارہ تو بج ہی چکے ہیں۔" وہ روہانسی ہو رہی تھی۔

"لیکن میرا جانا بہت ضروری ہے' دوست میرا انتظار کررہے ہوں گے۔"

"میں جانتی ہوں سب کہ آپ اتنی رات کو کون سے دوستوں کے پاس جاتے ہیں۔"

"آپ جانتی ہیں تو یہ اور بھی اچھی بات ہے' ویسے آپ بتا سکتی ہیں میں کون سے دوستوں کی پاس جاتا ہوں۔" آشیر اس کے پاس آ کھڑا ہوا۔

"اپنی ہوس پوری کرنے انسان جہاں جاتا ہے آپ بھی وہیں جاتے ہیں۔" مشکوٰۃ تن کر کھڑی تھی۔

"آپ کے پاس کوئی ثبوت ہے۔" آشیر ابھی تک سکون سے بات کررہا تھا۔

"ثبوت تو جیتا جاگتا ہے فائقہ کی صورت میں۔" وہ بے خوفی سے بولی۔

"کیا ثبوت ہے آپ نے مجھے اس کے ساتھ پکڑا؟"

"ہم جب دعوت پر اس کے گھر گئے تو وہ آپ کے ساتھ بیٹھی تھی' بار بار آپ کے کندھے پر ہاتھ مار رہی تھی۔ اویس بھائی بتا رہے تھے کہ وہ آپ کو پسند کرتی تھی' محبت کرتی ہے شادی کرنا چاہتی تھی۔" مشکوٰۃ دل میں اپنی ذہانت پر خود کو داد دے رہی تھی۔ آشیر نے اسے بازوؤں میں جکڑ لیا تھا۔

"اب آپ بھی میرے بہت قریب ہیں' کیا یہ بھی ہوس ہے؟ پسند آپ کو میں بھی کرتا تھا تو کیا یہ میری محبت تھی کہ ہوس؟" آشیر کی گرفت سے یوں لگ رہا تھا کہ وہ اس کی چلتی سانسوں تک کو روک دینا چاہتا ہو۔

"وہ مجھ سے محبت کرتی تھی اس میں میری ہوس شامل نہیں تھی۔" معاً آشیر کی آنکھیں لہو رنگ ہوگئیں' یوں لگ رہا تھا وہ اس کی گرفت میں کسی گڑیا کی طرح چرمرا کے رہ جائے گی۔ آشیر سارا ضبط کھو چکا تھا' اسے جھٹکے سے آزاد کیا تو وہ صوفے سے ٹکراتے ٹکراتے بچی۔

"جواب چاہیے مجھے' آج خاموشی سے بات نہیں بنے گی محترمہ مشکوٰۃ صاحبہ!" آنکھوں میں غیظ وغضب لیے وہ اس کی طرف بڑھا تو تب تک وہ خود کو سنبھال چکی تھی۔

"میں اسے ہوس ہی کہوں گی؟"

"چٹاخ...... چٹاخ......" آشیر نے پوری طاقت سے اسے دو تھپڑ مارے' وہ دیوار سے ٹکرا کر صوفے پر گری۔ آشیر اسے تھام کر اپنے مقابل کھڑا کر چکا تھا۔

"میں بتاتا ہوں محبت اور ہوس میں کیا فرق ہے' ہوس بھی ایک بیماری ہے جب انسان اس میں مبتلا ہو تو انسان آرام کے لیے ہر ڈاکٹر کے پاس بھاگا جاتا ہے' گویا کہیں سے بھی اپنے جذبات وخواہشات کی تسکین کرسکتا ہے لیکن محبت میں یوں نہیں ہوتا ایک ہی مسیحا ہوتا ہے اس کا۔ چاہے آرام آئے نہ آئے محبت میں انسان جس سے محبت کرتا ہے اسی سے اپنے جذبات وخواہشات کی تسکین کرتا ہے کسی اور سے نہیں۔ مجھے اس فرق کا بہت اچھی طرح پتا ہے' سو میں نے اپنے جذبات اور خواہشات پر پہرے بٹھا دیے۔ ان کی تسکین کے لیے غلط راستہ استعمال نہیں کیا۔" آشیر کی انگلیاں اس کے شانوں پر گڑی جا رہی تھیں۔

"میں تمہارے ساتھ ایک کمرے میں ایک چھت کے نیچے نہیں رہ سکتا کیونکہ مجھے ڈر تھا میں ایک دن برداشت کرنے کی قوت کھو نہ دوں' تم میری دسترس میں تھیں' مردانگی کے زعم میں مجھے تمہارے وجود پر قبضہ کرنا گوارا نہیں تھا کیونکہ محبت کرتا تھا میں تم سے' جس رات تم نے مجھ سے کلام پاک کی قسم کھانے کو کہا تھا اس رات واقعی میں اس پوزیشن میں نہیں تھا مگر اب میں یہ قسم کھا سکتا ہوں' نو ماہ سے زائد تمہیں اس گھر میں ہو چکے ہیں میں نے اپنے حق کا استعمال نہیں

کیا۔ میں اسی ڈر سے سعودیہ سیٹل ہونے کی تیاری کرتا رہا کیونکہ میری موجودگی میں تم اپ سیٹ رہتی تھیں لیکن دوبار گیا پھر واپس آ گیا کہ تمہیں ایک نظر دیکھ لوں میرے دل کو سکون آ جائے۔ میں اپنا اعتبار تم پر قائم نہ کر سکا' میری وجہ سے تم بدنام ہوئیں میں نے تمہیں اپنا کر عزت دی' اپنی سب محبت خلوص وفا تمہارے نام لکھ دی مگر تم سمجھ نہیں پائیں۔ نو ماہ کم نہیں ہوتے' اتنا عرصہ تم میری محبت کو جان نہیں پائیں' اسے میری ہوس سے تعبیر کرتی رہیں' تمہارے دل میں میرے لیے جو نفرت اور عداوت ہے وہ میں کبھی بھی ختم نہیں کر سکتا اس لیے میں اب اور تمہارے ساتھ نہیں چل سکتا' میں کبھی بھی تمہیں یقین نہیں دلا پاؤں گا' تم اس گھر میں جس طرح آئیں اسی طرح جاؤ گی اسے مہربانی سمجھو یا احسان بہر حال میں نے تم پر کر دیا ہے کیونکہ میں اب مزید اپنا امتحان نہیں لے سکتا۔ انسان ہوں فرشتہ نہیں ہوں میرے بھی جذبات و احساسات ہیں کسی بھی وقت بہک سکتا ہوں' نہیں چاہوں گا کہ آپ مجھے الزام دے کر اس گھر سے جائیں' آپ کو یاد ہوگا شاید ایک رات آپ ڈر کر میرے پاس چلی آئی تھیں' وہ وقت میرے لیے بہت کڑا تھا اس کے بعد میں نے رات کو باہر جانا شروع کر دیا۔ دو بار چوکیدار سے لاک کھلوا کے اپنے آفس میں بیٹھا رہا' کبھی فضول میں گاڑی اِدھر اُدھر دوڑاتا' تھک جاتا تو واپس آ جاتا' ایک دو بار واقعی دوستوں کی ساتھ رہا مگر زیادہ وقت اکیلے ہی گزرا۔ اس کی وجہ بھی آپ تھیں آپ سامنے ہوتی تھیں تو مجھے لگتا تھا میں ابھی اپنا اعتبار توڑ دوں گا' تھک ہار کر واپس آتا تو سو جاتا' میں آپ کے سامنے آج سرخرو ہو گیا ہوں۔

''میں یہی خوشخبری واپس آ کے آپ کو سنانا چاہتا تھا کہ آپ میری طرف سے خود کو پابند نہ سمجھیں' اس وقت کا انتظار مجھے پہلے سے تھا' مما پپا یہاں نہیں ہیں ان کے سامنے یہ سب ہوتا تو انہیں بہت دکھ ہوتا۔ وہ مجھے اس ارادے سے باز رکھنے کی کوشش بھی کرتے لیکن اب ایسی کوئی مجبوری نہیں ہے' آپ جب چاہیں جا سکتی ہیں' میری اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔'' مشکوٰۃ کو خبر ہی نہیں ہوئی کہ بے آواز آنسو کتنی دیر سے اس کے گالوں کو بھگو رہے ہیں' آشیر مرد تھا ضبط کر گیا تھا لیکن مشکوٰۃ سے صبر نہیں ہو پایا تھا۔

''آپ کو کب جانا ہے بتا دیں؟'' وہ سرخ سرخ آنکھوں سے اسے دیکھ رہا تھا' مشکوٰۃ کے پاس فیصلے کا ایک لمحہ تھا' اس کے بعد وقت نے ہاتھ سے پھسل جانا تھا اور شاید آشیر کی محبت بھی ہمیشہ کے لیے اس سے روٹھ جاتی' اس کا ادراک ابھی ابھی ہی تو ہوا تھا' خود اپنے دل میں آشیر کی محبت جانے کب سے پنپ رہی تھی' اس جذبے کو وہ غصے اور نفرت کی تھپکیاں دے کے آج تک سلاتی اور نظر چراتی آئی تھی مگر اب اور نظر انداز کرنا ناممکن تھا۔ آشیر صوفے پر بیٹھا تھا وہ نیچے آ کے کارپٹ پر اس کے قریب بیٹھ گئی تھی۔

''میں آپ کو چھوڑ کر کہیں نہیں جاؤں گی۔'' معاً اس نے آشیر کو دونوں گھٹنوں سے پکڑ لیا جیسے اسے اٹھنے نہ دینا چاہتی ہو' اسے اپنے کانوں پر دھوکے کا گمان ہوا۔ ''مجھے آپ کے ساتھ رہنا ہے' آپ کے پاس رہنا ہے کیونکہ...... کیونکہ...... میں آپ سے محبت کرتی ہوں۔'' سسکیوں اور ہچکیوں کے درمیان ڈوبتے ابھرتے اس نے رک رک کر اپنی بات مکمل کی۔

''محبت وہ ہے جو آپ نے مجھ سے کی' میں ایسی ہی محبت آپ سے کرنا چاہتی ہوں۔ کسی بھی قسم کے کھوٹ سے پاک۔'' روتے روتے اس نے آشیر کا ہاتھ تھاما۔

''آپ کو میرے کسی بھی عمل سے کچھ بھی محسوس نہیں ہوا؟'' اعترافات در اعترافات کا سلسلہ تھا' آشیر ایک لفظ نہیں بولا یک ٹک اسے دیکھ رہا تھا۔ ''آپ میری ہر بات پر خاموش رہے مجھے یوں لگتا آپ میری بے عزتی کر رہے ہیں' میری خواہش ہوتی کہ آپ میری طرف متوجہ ہوں' مجھ سے کھل کے اپنے پیار کا اظہار کریں' آپ کچھ نہیں کہتے تھے مجھے ایسا لگتا کہ جیسے آپ کو صرف اتنی دلچسپی تھی کہ مجھے اس گھر میں لے آئیں۔ آپ کی قوت برداشت اور ضبط نفس سے میں چڑنے لگی تھی کیونکہ مجھے لگتا تھا آپ کو میری ذات سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ میرے ہونے یا نہ ہونے سے آپ کو فرق نہیں پڑتا۔ آشیر میں آپ کی محبت کو نہیں سمجھ پائی تھی آپ مجھ

سے دور ہوتے گئے آپ نے مجھ پر اپنا حق نہیں جتایا، یہی بات مجھے آپ کی طرف سے غصہ دلاتی اور مجھے یہ بات آپ کا اسیر کرتی گئی۔ مجھے پتا بھی نہیں چلا کہ میرے دل کی زمین محبت کے پودے کے لیے بہت موزوں تھی' آپ کے نام کا پودا اپنی جڑیں مضبوط کرتا گیا' بس مجھے یہ بات تسلیم کرتے ہوئے ڈر لگتا تھا جب آپ کو پتا چلے گا تو آپ مذاق اڑائیں گے۔ خاندان بھر میں آپ کی محبت کا چرچا تھا مگر اولین ملاقات میں ہی میری ناپسندیدگی کے اظہار کے بعد آپ خاموش ہوگئے مجھے جتایا تک نہیں۔ مجھے اندر ہی اندر سلگاتے رہے' راکھ بناتے رہے' اب کہتے ہیں میں چلی جاؤں۔ میں نے اب کہیں نہیں جانا۔'' مشکوٰۃ نے تھک ہار کر اپنا سر اس کے گھٹنوں پر رکھ دیا تھا' آشیر کے جلتے سلگتے جذبوں کو قرار آ گیا' جیسے برسوں بعد صحرا کی خشک ریت پر زوردار بارش ہوئی ہو۔

''میں نے کہیں جانے دینا بھی نہیں ہے' اپنے پاس رکھنا ہے ہمیشہ کے لیے۔ تمہارے منہ سے اعتراف محبت سن کر سکون مل گیا ہے' مجھے ٹوٹ کر چاہو' اپنی محبت سے سب کچھ بھلا دو' آنکھیں بند کرکے میرے ساتھ چلو۔ میں تمہیں گرنے نہیں دوں گا اور آپ ان آنکھوں میں آنسو نہ لائیں' میں نے تمہیں دوبار چپکے چپکے روتے دیکھا اور مشکل سے خود پر صبر کیا' میں تمہارے جذبوں سے انجان تو نہیں تھا کہ ایک لڑکی میرے انتظار میں جاگتی رہتی ہے اور جب میں آتا ہوں تو وہ سوتی بن جاتی ہے۔ وہ میری پیش قدمی کا انتظار کرتی ہے' اپنا آپ مجھ سے چراتی ہے اور ڈرتی بھی ہے کہ میں اس کی چوری نہ پکڑ لوں' اس کے مجرم کا نام نہ جان لوں۔''

''آپ نے مجھے بتایا کیوں نہیں؟''

''کیونکہ میں اپنی محبت کی مضبوطی جانچ رہا تھا۔'' آشیر کے لبوں کی تراش میں مسکراہٹ چمکی' گرج چمک کے بعد مطلع صاف تھا۔

رمنا نے ہی تو اسے بتایا تھا کہ آشیر بھائی وہ بے وقوف لڑکی آپ سے محبت کرنے لگی ہے' اب بھی اگر آپ خاموش رہے تو وہ کوئی حماقت کر بیٹھے گی' یہ تو اسے بھی پتا تھا کہ مشکوٰۃ پگھل گئی ہے' پگھل رہی ہے' بس ایک غرور اور زعم میں ہے۔ آج وہ اس سارے ڈرامے کا ڈراپ سین کرنا چاہتا تھا' اس نے دوستوں کی طرف جانے کا اسی لیے کہا تھا کہ مشکوٰۃ کو اس عمل سے چڑ ہوتی ہے' وہ جانتا تھا کہ اس کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا ہے' وہ پھٹ پڑے گی اور اس غصے میں اس کے منہ سے سچ ہی نکلے گا' ڈراپ سین ایسے ہی ہوا تھا۔

مشکوٰۃ اپنے آنسو صاف کررہی تھی' آشیر نے اس کے ہاتھ پکڑے اور اپنے سینے پر رکھ لیے۔

''بہت تنگ کرتی رہی ہو مجھے' اب اور تو نہ کرو گی۔'' آشیر نے اپنے ہاتھوں سے اس کی نم آنکھیں صاف کیں۔

وہ دور ہوئی آشیر نے ہنس کر اس کی روئی روئی آنکھوں میں جھانکا اور اس کی کوشش ناکام بنادی۔

''تمہاری محبت میں میں نے بھی خود پر بہت پہرے بٹھائے ہیں' اپنے ارمانوں کو کچلا ہے' اب میں قسم کھا سکتا ہوں کہ میں تمہاری روح سے بھی پیار کرتا ہوں۔'' آشیر کے لہجے میں سچ کی کھنک تھی۔ ''لیکن اب اور تم سے دور نہیں رہ سکتا۔''

''میں کون سا آپ سے دور رہ سکتی ہوں۔'' مشکوٰۃ کے لب کپکپائے۔

''تم نے میرے ساتھ بہت بُرا کیا' بہت تنگ کیا مجھے۔ بہت کڑی سزا دوں گا۔'' آشیر کے لب دھیرے سے جھکے تھے اور انہوں نے مشکوٰۃ کے کان میں سرگوشی کی تھی' آشیر کے بازو آہنی حصار کی طرح اس کے گرد حمائل تھے۔

خاموشی اور نگاہوں کی زبان میں بہت سے جذبے بول رہے تھے جن کی تال پر مشکوٰۃ کا دل دھڑک رہا تھا اور یہ دھڑکن لمحہ بہ لمحہ پُرجوش ہوتی جارہی تھی۔ آشیر نے دوری کی سب دیواریں گرادی تھیں۔ وہ بھی تو یہی چاہتی تھی کہ آشیر اس کے جذبوں کو پذیرائی بخش دے اور آج آشیر نے دل میں چھپی ان کہی باتوں کو جان کر اسے معتبر کردیا تھا۔